مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ
معارف رضا کراچی
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان
E.mail: marifraza@hotmail.com

ادائیگی زکوٰۃ

ایک تجویز ایک گزارش

ہر صاحب نصاب احکام الٰہی کے تحت ہر سال زکوٰۃ کی ادائیگی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ مستحقین زکوٰۃ میں افراد کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء بھی شامل ہیں۔ لیکن ان مدارس میں جو طالب علم زیر تعلیم ہیں ان کی بہت بڑی اکثریت مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے دینی کتب کے حصول میں ناکام رہتی ہے اس لئے کہ دینی مدارس بھی اپنے محدود وسائل کے سبب زیر تعلیم طلباء کو فرداً فرداً ضروری دینی کتب مفت مہیا کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا مستحق طلباء کو مفت دینی کتب کی فراہمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خود کی تصنیف شدہ اور آپ پر تحریر کردہ محققین، علماء و فضلاء، مشائخ عظام کی نادر کتابیں ادارہ نے اپنے قیام کے (۲۲) بائیس سالوں میں کثیر تعداد میں اردو، عربی، انگریزی، فارسی، سندھی، پشتو و دیگر زبانوں میں شائع کی ہیں اور حتی المقدور ان کتابوں کو بغیر کسی ہدیہ کے ہم نے تقسیم بھی کیا ہے۔ لیکن ادارہ کے انتہائی محدود وسائل کی وجہ سے ہم دینی مدارس کے تمام طلباء کی ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہیں۔ ایسی کتابیں فہرست ذیل ادارہ ھذا کے اسٹاک میں موجود ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم صاحب نصاب حضرات کی خدمت میں مندرجہ ذیل طریقہ کار تجویز کر رہے ہیں جس سے ایک طرف تو زکوٰۃ کی ادائیگی احکام الٰہی کے مطابق کی جاسکتی ہے تو دوسری طرف دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کو مفت کتب کی فراہمی بھی ممکن ہوسکتی ہے۔

تجویز اور گزارش یہ ہے کہ صاحب نصاب حضرات امسال زکوٰۃ کی رقم میں سے یہ کتابیں ادارہ سے 50% ڈسکاؤنٹ پر حاصل کر کے مستحق طلباء میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ اس طریقہ کار کے تحت ایک طرف تو ادائیگی زکوٰۃ کا فریضہ احکام الٰہی کی روشنی میں ادا کیا جاسکتا ہے اور دوسری طرف دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی ضرورت بھی پوری کی جاسکتی ہے۔

مزید یہ کہ ادارہ ھذا کی جو کہ ایک طویل عرصہ سے مسلک اعلیٰحضرت کی پرخلوص خدمت انجام دے رہا ہے، مالی معاونت میں بھی آپ شریک ہوسکیں گے۔

مجوزہ طریقہ کار کے تحت اگر آپ تعاون کرنے کے خواہش مند ہوں تو آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ:

۱- مذکورہ فہرست میں سے جو کتابیں آپ مفت تقسیم کرنے کے خواہشمند ہوں ان کی تعداد کا تعین کر کے اس رقم کا ڈرافٹ ادارہ کے نام بنوا کر ہمیں بھیج دیں۔

۲- کتابیں آپ کو بھی ارسال کی جاسکتی ہیں اور آپ براہ راست مستحق طلباء میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۳- اگر آپ کی خواہش ہو کہ یہ کتابیں آپ کی جانب سے ہم اپنے طور پر دینی مدارس کے مستحق طلباء میں تقسیم کردیں تو یہ فریضہ بھی ہم انتہائی خلوص کے ساتھ انجام دیں گے

رمضان شریف کی آمد آمد ہے۔ برائے کرم مندرجہ بالا تجویز اور گزارش پر ضرور غور فرمائیں اور اس کار خیر میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کی وضاحت درکار ہو یا مشورہ دینا چاہیں تو بذریعہ ڈاک، فیکس یا ٹیلیفون یا ای میل پر رابطہ فرمائیں۔

۱۰۵

ختم نبوت و معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

شمارہ (53) رجب المرجب 1423ھ اکتوبر 2002ء

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

مشمولات

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے. ایم. زاہد

سرکولیشن اشتہارات

سید محمد خالد القادری، محمد فرحان الدین قادری

تصحیح و ترتیب: حافظ محمد علی قادری

ھدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ لائف ممبر شپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

25/جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

ادارہ سے 50%
ت تقسیم کرنے کا اہتمام
رف تو ادائیگی زکوٰۃ کا
ہے اور دوسری طرف
پوری کی جاسکتی ہے۔
سے مسلک اعلیحضرت
مالی معاونت میں بھی

پ تعاون کرنے کے

آپ مفت تقسیم کرنے
تعین کر کے اس رقم کا
بھیج دیں۔
سکتی ہیں اور آپ براہ
ہ ہیں۔
آپ کی جانب سے
طلباء میں تقسیم کردیں
ساتھ انجام دیں گے
برائے کرم مندرجہ بالا
کارِ خیر میں شرکت
سلہ میں کسی قسم کی
ریعہ ڈاک، فیکس یا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سید ہردوسرا، احمد مجتبیٰ، نبی المصطفیٰ، محمد رسول اللہ ﷺ کے نبی آخر الزماں ہونے پر امت کا اجماع ہے اور نصوص قرآنیہ واحادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ خصوصاً آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی کے اعتبار سے سند کی حیثیت رکھتی ہے

تاریخ شاھد ہے کہ ہر دور میں اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار ومشرکین سازشیں کرتے رہے ہیں تاکہ عقائد اسلام کو مسخ کیا جاسکے اور سید عالم ﷺ کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکال کر ان کی قوت اور سلطنت کو پارہ پارہ کیا جاسکے۔

دور جدید میں فتنۂ قادیانیت یا مرزائیت مسلمانان عالم کے خلاف ایک بہت ہی گھناؤنی سازش ہے جو جسدِ ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک کینسر سے کم نہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے بھی علماء ومشائخِ اہلسنت کا کردار شروع سے ہی بہت عالیشان رہا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کا خانوادہ وہ پہلا خانوادہ ہے جہاں سے اس زمانے کے منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ سید عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کا فتنہ ہندوستان میں پہلی بار اس وقت منظر عام پر آیا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویت الایمان میں یہ ناپاک عبارت لکھی ''اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم ''کن'' سے کروڑوں نبی اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے'' سالار مجاھدین جنگ آزادی بطل حریت حضرت علامہ فضل حق خیرآبادری علیہ الرحمۃ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی سخت گرفت کی اور اس عبارت کو مسلمانوں کے نص قطعی سے ثابت شدہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف قرار دیکر اس کے قائل اور محرر کو کافر قرار دیا۔ دوسری بار تقریباً ۷۰ رسال بعد ''فتنۂ انکار ختم نبوت'' دوبارہ اس وقت ظہور پذیر ہوا جب مولوی احسن نانا توی (م ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران (۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء) حدیث ''اثر ابن عباس'' کی بنیاد پر اپنے اس عقیدہ کا واضح اعلان کیا کہ رسول ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک ایک ''خاتم النبیین'' موجود ہے۔

امام احمد رضا کے والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) نے مولوی احسن نانا توی کی سخت گرفت کی اور اس عقیدہ کو مسلمانوں کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج از اہل سنت قرار دیا۔ (اصلاح ذات بین) ان کی حمایت میں علماء بریلی، بدایوں اور رامپور نے بھی فتوے دیئے جس میں مولوی احسن نانا توی صاحب کے مسلم الثبوت عالم مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی صاحب بھی شامل تھے جبکہ مولوی احسن نانا توی کی حمایت میں ان کے عزیز مولوی قاسم نانا توی صاحب نے ایک

کتاب ''تحذیرالناس'' تحریر کی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ:

''سوعوام کے خیال میں رسول اللہ (صلعم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں''

(نوٹ: یہ بہت بڑی محرومی بلکہ گستاخی ہے کہ سید عالم ﷺ کا اسم گرامی لکھتے وقت ''صلعم'' یا '' ؒ '' '' ؐ '' جیسے مہمل الفاظ لکھے جائیں، اسلئے کہ آیۂ کریمہ ''اِنَّ اللّٰہ وملئکتہ یصلّون علی النبی الخ'' میں حکم وجوب ہے وہ قلم وزبان دونوں کے لئے ہے)

دوسری جگہ مزید تحریر کیا:

''اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔

یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسویں صدی کے آخری دہائی میں ملت اسلامیان ہند میں دو دھڑے پیدا کردئے اور ایک نئے فرقہ ''دیوبندی وھابی'' کو جنم دیا آگے چل کر ''تحذیرالناس'' کی اسی عبارت نے مرزا غلام قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعوی کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کی جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیون کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے دلائل دیئے جارہے تھے تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا ناصر نے اپنے مسلمان ہونے کے دفاع میں مولوی قاسم نانا توی کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا جس کا جواب جناب مفتی محمود سمیت اسمبلی میں موجود کسی دیوبندی سے نہ بن پڑا البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب نے گرجدار آواز میں کہا کہ:

''ہم اس عبارت کے لکھنے والے اور اس کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا قادیانیوں کو اور اس سلسلے میں امام احمد رضا کا مُرتبہ اور حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ حسام الحرمین اسمبلی میں پیش کیا جاچکا ہے''

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مفتی محمود صاحب کی جماعت، جمیعت علماء اسلام ہی کے دو معزز اراکین مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی اور مولوی عبدالحکیم دیوبندی نے قادیانیت کے خلاف پیش کردہ قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کئے لیکن نہ مفتی محمود صاحب نے، نہ ان کی جماعت نے اور نہ ہی کسی اور دیوبندی عالم نے ان کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی کی یا بیان دیا یا اخبارات میں مضمون لکھا۔ دراصل مرزا غلام قادیانی کی تردید وتکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید وحمایت وہی شخص کرسکتا ہے جو عین نصف النہار کے وقت آفتاب کے وجود کے انکار کی جرأت کرسکتا ہو یا پھر اس کی ذہنی کیفیت صحیح نہ ہو۔

برصغیر پاک وہند کے علمائے مرشدین میں حضرت امام احمد رضا وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۵ء حرمین شریفین کے تقریبا ۳۵ رمشاہیر فقہا اور علماء سے مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کی بنیاد فراہم کرنے والے مولوی قاسم نانا توی اور ان کے دیگر ہم عقیدہ علماء کے بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسالت پناہی میں گستاخانہ عبارات کے خلاف شخصی طور پر اسلام سے اخراج اور کافر قرار دیئے جانے کا واضح فتویٰ حاصل کر کے شائع اور جسے عرب وعجم میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ فتویٰ ''حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین'' کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ آگے چل کر حرمین طیبین کا یہی فتویٰ عالمی سطح پر قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی تمہید بنا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مرزا قادیانی کو صرف کافر ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس کو ''مرتد منافق'' بھی کہا ہے اور اپنے فتوؤں میں اس کو اس کے اصلی نام کے بجائے غلام قادیانی کے نام سے یاد کیا ہے۔ ''مرتد منافق'' وہ شخص ہے جو کلمۂ اسلام پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس کے باجود اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی یا رسول کی توہین کرتا ہے یا ضروریاتِ دین سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کے احکام کافر سے بھی سخت تر ہیں۔ امام صاحب نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کے رد و ابطال میں متعدد فتاویٰ کے علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) جزاء اللّٰہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ :

یہ رسالہ ۱۳۱۷ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں عقیدہ ختم نبوت پر ایک سو بیس حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر ائمۂ کرام کی تیس تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

(۲) ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب'' :

یہ رسالہ ۱۳۲۰ھ میں اس سوال کے جواب میں تحریر ہوا کہ آیا ایک مسلمان اگر مرزائی ہوجائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ امام احمد رضا نے دس وجہ سے مرزا غلام قادیانی کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہوگیا وہ اپنے کافر مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہوجائے۔

(۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان:

یہ رسالہ ۱۳۲۳ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں جھوٹے مسیح قادیان کے شیطانی الہاموں، اس کی کتابوں کے کفریہ اقوال اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی و طہارت اور ان کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(۴) المبین ختم النبیین:

یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ ''خاتم النبیین'' میں لفظ ''النبیین'' پر جو الف لام ہے وہ استغراق کا ہے یا عہد خارجی کا۔ امام احمد رضا نے دلائل کثیرہ واضحہ سے ثابت کیا کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

(۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی:

یہ رسالہ ۳ رمحرم الحرام ۱۳۴۰ھ کے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا اور اسی سال ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ سائل نے ایک آیت کریمہ اور ایک حدیث پیش کی جس سے قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں، امام احمد رضا نے آیت کریمہ کے سات فائدے بتائے اور سات وجوہ سے ان کے دلائل کو رد کیا اور حدیث شریف کو دلیل بنانے کے دو جواب دے کر قادیانیوں کے اس عقیدہ کا رد بلیغ کیا۔

(۶) المستند المعتمد:

مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی کی قدس سرہ العزیز کی عربی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر قلم برداشتہ عربی حاشیہ ہے جس میں اپنے دور کے نو پید فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور انہیں دجّال و کذّاب کہا ہے۔

امام احمد رضا علیہ
صاحبزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مو
تحریر کیا تھا، جس میں مسئلہ
ہے۔ امام احمد رضا نے خود
مذکورہ بالا سطو
مستعد، متحرک اور فعال
مخالفین علماء اہل حدیث
اپنی عقیدت و محبت کا
صاحب کا بیان ایک تا
کے ساتھ ان کے تعلق
خدا نے اس کو مستجاب
دعا کیلئے برابر خط لکھا
منگوائیں تو شیخ عبد القاد
اس واقعہ
استفادہ کے لئے پیش
''مولانا ابوالحسن
مرزا غلام احمد قا
وہیں یہ بات سمجھ
صرف ایک عقی
بصیرت کا فقدا
کا دینی شعور کف
ہو سکا اور یہ صر
راقم اس
بھی اعلیٰ حضرت عظیم
اسی طرح عبد المجید

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسند افتاء سے ہندوستان میں جو سب سے پہلا رسالہ قادیانیت کی رد میں شائع ہوا وہ ان کے صاحبزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۶ء ''الصارم الربانی علٰی اسراف القادیانی'' کے نام سے تحریر کیا تھا، جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام قادیانی کذاب کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا گیا ہے۔ امام احمد رضا نے خود اس رسالے کو سراہا ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کے رد و ابطال میں امام احمد رضا کس قدر سرگرم، مستعد، متحرک اور فعال تھے۔ وہ اس فتنہ کے ظہور پذیر ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے در پے تھے، جب کہ ان ہی دنوں ان کے بعض ہم عصر جید مخالفین علماء اہل حدیث و دیوبند مرزا غلام قادیانی کی جعلی اسلام پرستی اور جذبۂ تبلیغ اسلام سے نہ صرف متاثر نظر آ رہے تھے بلکہ بعض تو اس سے اپنی عقیدت و محبت کا کھلم کھلا اظہار بھی کر رہے تھے اس سلسلے میں مشہور مصنف اور ندوۃ العلماء (لکھنؤ، ھند) کے مہتمم مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب کا بیان ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ ندوی صاحب اپنے مرشد شیخ عبدالقادر رائے پوری صاحب کی سوانح حیات میں مرزا غلام قادیانی کے ساتھ ان کے تعلق خاطر کا اہم واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا غلام قادیانی کی کتابیں پڑھا کرتے تھے، انہوں نے کہیں پڑھا کہ خدا نے اس کو مستجاب الدعوات قرار دیا ہے وہ اس الہام سے بہت متاثر ہوئے چنانچہ وہ، اس کے بعد مرزا قادیانی کو اپنی ھدایت اور شرح صدر کی دعا کیلئے برابر خط لکھا کرتے تھے اور وہاں سے جواب بھی آتا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قادیانی کا رد لکھنے کیلئے کتابیں منگوائیں تو شیخ عبدالقادر رائے پوری نے بھی وہ مطالعہ کیں جس سے ان کے قلب پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسے سچا سمجھنے لگے۔ (ملخصاً)

اس واقعہ پر علامہ ارشد القادری صاحب نے رد قادیانیت کے سلسلے میں اپنی ایک تحریر میں بڑا جامع تبصرہ کیا ہے جو قارئین کرام کے استفادہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے:

> ''مولانا ابوالحسن علی ندوی کی اس تحریر سے جہاں واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا اپنی ایمانی بصیرت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف کذاب اور مفتری سمجھتے تھے بلکہ دشمن اسلام سمجھ کر اس سے لڑنے کے لئے ہتھیار جمع کر رہے تھے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے پیر و مرشد مولانا عبدالقادر رائے پوری مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ صرف ایک عقیدت مند کی حد تک متاثر تھے بلکہ اپنے دعوائے نبوت میں اسے بہت حد تک سچا بھی سمجھتے تھے۔ اب اس کی وجہ بصیرت کا فقدان ہو یا اندرونی طور پر مفاہمت کا کوئی رشتہ ہو اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ امام احمد رضا کا دینی شعور کفر کو کفر اور باطل کو باطل سمجھنے میں نہ کبھی غلط فہمی کا شکار ہوا اور نہ فیصلہ کرنے میں کوئی خارجی جذبہ ان کی راہ میں حائل ہو سکا اور یہ صرف توفیق خداوندی اور عنایت رسالت پناہی ہے''

راقم اس تبصرہ پر مزید اضافہ یہ کرتا ہے کہ ندوی صاحب نے بات یہیں ختم کر دی اور یہ نہیں بتایا کہ ان کے پیر و مرشد کی ہدایت کا سبب بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا کے وہ فتاویٰ اور تصانیف تھیں جو انہوں نے قادیانیت اور منکرین ختم نبوت کے رد میں تحریر فرمائیں۔ اسی طرح عبدالمجید سالک نے ''یاران کہن'' میں لکھا ہے کہ ابوالکلام آزاد (دیوبندی) مرزا قادیانی کی ''غیرت اسلامی اور حمیت دینی'' کے

قدر دان تھے یہی وجہ ہے کہ غلام قادیانی کے مرنے پر انہوں نے اخبار ''وکیل'' (امرت سر) میں بحیثیت مدیر، اس کی ''خدمات اسلامی'' پر ایک شاندار شذرہ لکھا اور وہ لاہور سے بٹالہ تک اس کے ساتھی کے ساتھ بھی گئے۔ اس تعزیتی شذرہ کے اہم اقتباسات کو قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پورے ایوان کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کی دلیل میں مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ بالا عبارات کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ پیش کیا تھا۔ ایک حیرت انگیز انکشاف یہ بھی ہوا کہ دیوبندی حکیم مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے مرزا غلام قادیانی کی چار تصانیف ''آریہ دھرم'' (۱۸۹۵ء) ''اسلام کی فلاسفی'' (۱۸۹۶ء) ''کشتی نوح'' (۱۹۰۲ء) اور ''نسیم دعوت'' (۱۹۰۵ء) کے مجموعے کو ''المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ'' کے عنوان سے ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں خود اپنے نام سے شائع کیا، اسی کتاب کو قیام پاکستان کے بعد محمد رضی عثمانی دیوبندی صاحب نے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' کے نام اور اپنے دیباچہ کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا۔ اگر مولوی اشرفعلی تھانوی مرزا قادیانی کو کافر یا جھوٹا سمجھتے تو اسلام کی حقانیت کی دلیل کے طور پر اس کی تحریر اپنے نام سے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ادھر جس وقت مولوی تھانوی صاحب غلام قادیانی کی چربہ کتب اپنے نام سے شائع کرانے کا اہتمام فرما رہے تھے، امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اور ان کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ مسند افتاء بریلی سے مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرما کر مسلمانان ہند کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کا سامان بہم پہنچا رہے تھے۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا کی تقریباً ۶ رکتب اور ان کا مرتب کردہ فتاویٰ حرمین شریفین ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' اور حجۃ الاسلام کی کتاب ''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' (۱۳۱۷ھ) یکے بعد دیگرے شائع ہو رہی تھیں۔

الغرض کہ اس فتنہ کے رد میں امام احمد رضا کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آبادی دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی تالیف ''تاریخ محاسبہ قادیانیت'' میں ردمرزائیت پر امام احمد رضا کا فتویٰ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور امام صاحب کی فقہی دانش و بصیرت کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان کے تاثرات کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

> ''ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے''

۱۹۷۴ء میں جب پاکستان کی پارلیمنٹ کے انکار ختم نبوت کی بنیاد پر جب قادیانیوں کو غیر مسلم اور قانونی اور سیاسی طور سے خارج از اسلام قرار دیا تو پالیمنٹ کے اس فیصلہ میں امام احمد رضا کے مذکورہ کتب، فتاویٰ اور ان کے مرتب کردہ فتاویٰ حرمین شریفین کو کلیدی حیثیت حاصل تھی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ سمیت ان تمام علماء حق پر کہ جنہوں نے سنت صدیقی پر عمل پیرا ہو کر ''منکرین ختم نبوت'' اور ''اجرائے نبوت جدیدہ'' کا تصور پیش کرنے والوں کے خلاف ڈٹ کر قلمی جہاد کیا، اپنی رحمت کاملہ اور برکت و دوام نازل فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ) انہی کی جدوجہد کی بدولت آج قادیانی اور قادیانیت نواز طبقہ عالمی سطح پر ذلیل و خوار ٹھہرا اور مسلمانوں کا دین و ایمان محفوظ رہا۔

☆☆☆

عوام ا
(بریلوی) اور دیو
فکر کی جانب سے
کیئے جاتے ہیں
مانیں؟ کچھ بزعم
باور کرانے کی کوش
پڑنے کی ضرورت
تھانوی، ہم تو سید
کلیت کا پرچار کر
والے مجرم ہیں او
بے تعلق ہیں۔
اس
ہو یا اس کا تعلق کیا
مثلاً حنفی، شافعی
آرائی مناسب
عقائد میں اختلا
نہیں کی جا سکتیں
ایسی صورت میر
حمایت اور دوسر
الصراط ال

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

عوام الناس کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اہلِ سنت و جماعت (بریلوی) اور دیوبندی علماء آپس میں سرگرپیاں ہیں، ہر دو مکتبِ فکر کی جانب سے اپنی اپنی تائید میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیئے جاتے ہیں، ہم کدھر جائیں؟ کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں؟ کچھ بزعم خویش مصلح قسم کے افراد اپنی چرب زبانی سے یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ اختلافات فروعی ہیں ان میں پڑنے کی ضرورت نہیں، ہم نہ بریلوی ہیں نہ دیوبندی، عثمانی ہیں نہ تھانوی، ہم تو سیدھے سادے مسلمان ہیں اور بس اس طرح وہ صلح کلیت کا پرچار کرکے یہ تاثر دیتے ہیں کہ اختلافات کا نام لینے والے مجرم ہیں اور صحیح مسلمان وہ ہیں جو ان اختلافات سے بالکل بے تعلق ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اگر اختلاف ذاتی وجوہ کی بناء پر ہو یا اس کا تعلق کیفیتِ عمل کے ساتھ ہو تو اس میں نہ الجھنا ہی بہتر ہے مثلاً حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی اختلافات ایسے نہیں ہیں جن پر محاذ آرائی مناسب ہو، کیونکہ یہ فروعی اختلافات ہیں، لیکن اگر بنیادی عقائد میں اختلاف رونما ہو جائے تو اس سے کسی طور پر آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں، یہ اختلاف کسی طرح بھی فروعی نہیں اصولی ہوگا، ایسی صورت میں لازمی طور پر ''یک در گیر و محکم گیر'' ایک جانب کی حمایت اور دوسری جانب سے برأت کرنی پڑے گی، اھــد نـــا الصــراط المــستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المـغضوب عليهم ولا الضالين (الفاتحه) کا یہی مفاد ہے، اس آیت میں صرف راہِ راست کی ہدایت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ مستحقِ غضب اور اہلِ ضلال سے پناہ مانگتے رہو۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ جہاد فرمایا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معتزلہ کی قوتِ حاکمیہ کی پروانہ کرتے ہوئے کلمۂ حق کہا اور کوڑے تک کھائے، امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو طوق و سلاسل کی دھمکیاں حرفِ اختلاف اور نعرۂ حق سے باز نہ رکھ سکیں، تحریکِ ختم نبوت میں غیور مسلمانوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں، جیلوں کی کال کوٹھڑیوں اور تختۂ دار کو اپنے لیے تیار پایا لیکن وہ کسی طرح بھی قصرِ نبوت میں نقب لگانے والوں کو برداشت نہ کر سکے ارتمام تر صعوبتوں کو جھیلتے ہوئے مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کامیاب ہوگئے، کیا ان تمام اقدامات اور ساری کارروائیوں کو یہ کہہ کر غلط قرار دیا جاسکتا ہے؟ کہ سیدھے سادے مسلمان کو کسی کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے اور اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے، یقیناً کوئی مسلمان ایسا اندازِ فکر اختیار کر کے غیر جانبدار نہیں رہ سکتا۔

بریلوی (اہلسنت و جماعت) اور دیوبندی اختلافات کی نوعیت بھی ایسی ہی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ عوام کو مغالطہ

دینے کے لئے ایصالِ ثواب، عرس، گیارھویں شریف، نذر و نیاز، میلاد شریف، استمداد، علمِ غیب، حاضر و ناظر اور نور و بشر وغیرہ مسائل پر دھواں دار تقریریں کرکے یہ یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اختلاف انہی مسائل میں ہے، حالانکہ اصل اختلاف ان مسائل میں نہیں ہے، بلکہ بنائے اختلاف وعبارات ہیں جن میں بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کھلم کھلا گستاخی اور توہین کی گئی ہے، کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہو کر ان عبارات کو پڑھنے کے بعد ان کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا ہے اور نہ ہی ان کی حمایت کے لئے تیار ہوسکتا ہے۔

ہندوستان میں پہلے پہل مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے متأثر ہوکر ''تقویۃ الایمان'' نامی کتاب لکھی اور مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک قرار دیا اور اپنی بات بنانے کی خاطر یہ بھی کہہ دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی نظیر ممکن ہے، جس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی دوسرا شخص خاتم النبیین وغیرہ اوصاف سے متصف ہوسکتا ہے، علمائے اہلسنت اور خاص طور پر خاتم الحکماء علامہ محمد فضل حق خیرآبادی نے اس نظریئے کا تحریری اور تقریری طور پر سخت رد کیا، بات یہیں ختم نہیں ہوگئی بلکہ محمد قاسم نانوتوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوجائے تو پھر بھی خاتمیت محمد میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے'' (۱)

غور فرمایئے! کہ کیا یہ امت کے اجماعی اور یقینی عقیدہ (کہ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا) کا صاف انکار نہیں ہے؟ واضح طور پر خاتم النبیین کا ایسا معنی تجویز کیا گیا جس سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا راستہ ہموار ہوگیا، مرزائے قادیانی کی تردید و تکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید و حمایت وہی شخص کرسکتا ہے جو دوپہر کے وقت ظہورِ آفتاب کے انکار کی جرأت کرسکتا ہو، آج جب مرزائی اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں تو تحذیر الناس کے حمایتی اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں، تحذیر الناس کے حامی بڑے دھڑلے سے یہ بات پیش کیا کرتے ہیں کہ دیکھیے فلاں فلاں جگہ مولانا نانوتوی نے عقیدۂ ختمِ نبوت امتِ مسلمہ کے مطابق پیش کیا ہے وہ ختمِ نبوت (زمانی) کے کیسے منکر ہوسکتے ہیں؟ لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دفعہ کا انکار سینکڑوں دفعہ کے اقرار پر پانی پھیر دیتا ہے، کیا دعوئ نبوت کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کی متعدد تصریحات موجود نہیں ہیں جن سے عقیدۂ ختمِ نبوت کی حمایت کا پتہ چلتا ہے،؟ اس عنوان پر غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''التبشیر بردالتحذیر'' کا مطالعہ سود مند رہے گا۔

۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ''براہین قاطعہ'' مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی، جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی کی زوردار تقریظ موجود ہے، اس میں دیگر بہت سے غلط باتوں کے علاوہ یہ بھی درج ہے کہ:

''شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے'' (براہین قاطعہ، ص ۵۱)

حیرت ہے کہ کس دیدہ دلیری سے حضور سید عالم ﷺ کا علم شریف، شیطان کے علم سے گھٹانے کی ناپاک سعی کی گئی ہے اور پھر بڑی معصومیت سے پوچھا جاتا ہے کہ ہم نے کیا جرم کیا ہے؟ پھر یہ بات بھی دعوتِ فکر دیتی ہے کہ جو علم حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک ہے، اس کا شیطان کے لئے اثبات بھی شرک ہوگا،

شیطان کے لئے یہ علم قرآن پاک سے کس طرح ثابت ہوگیا کیا قرآن حکیم بھی شرک کی تعلیم دیتا ہے؟ شوال ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہاولپور میں براہین قاطعہ کے ایسے ہی مقام پر مناظرہ کر کے مولوی خلیل انبیٹھوی کو لاجواب کر دیا تھا۔

۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں مولوی اشرفعلی تھانوی کا ایک رسالہ ''حفظ الایمان'' منظر عام پر آیا جس میں بڑے جارحانہ انداز میں لکھا ہے کہ:

> ''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیر ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لئے بھی حاصل ہے'' (حفظ الایمان، ص ۸)

ان عبارات کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی مسلمان بے تعلق نہیں رہ سکتا، کیونکہ یہ ماوشما کا معاملہ نہیں ہے یہ اس ذات کریم کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہے جن کی بارگاہ میں جنید و بایزید ہی نفس گم کردہ حاضری نہیں دیتے بلکہ ملائکہ بھی باادب حاضر ہوتے ہیں، یہ وہ دربار ہے جہاں اونچی آواز میں گفتگو کرنے سے تمام زندگی کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، جہاں غلط معنی کے موہم الفاظ استعمال کرنا بھی ناجائز ہے کسی شاعر نے کیا صحیح کہا ہے:

> جو سرورِ عالم کے تقدس کو گھٹائے
> وہ اور سبھی کچھ ہے مسلمان نہیں ہے

مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

> ''حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام، اگر چہ کہنے والے نے نیتِ حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے''(۱)

عبارات مذکورہ کے الفاظ موہم تحقیر نہیں بلکہ کھلم کھلا گستاخانہ ہیں ان کا قائل کیوں کافر نہ ہوگا یہی وجہ تھی کہ علماءِ اہلسنت تحریر و تقریر میں ان عبارات کی قباحت برملا بیان کرتے رہے اور علماءِ دیوبند سے مطالبہ کرتے رہے کہ یا تو ان عبارات کا صحیح مجمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلم زد کر دیجئے، اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے، آخر جب علماءِ دیوبند کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریباً سولہ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں ''المعتقد والمنتقد'' کے حاشیہ ''المعتمد المستند'' میں مرزائے قادیانی اور مذکورہ بالا قائلین (مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرفعلی تھانوی کے بارے میں ان کی عبارات کی بناء پر فتوائے کفر صادر کیا۔ یہ فتویٰ علمائے دیوبند سے کسی ذاتی مخاصمت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کی خاطر ایک فریضہ ادا کیا گیا تھا، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند، اس فتوے کے بارے میں رقمطراز ہیں:

> ''اگر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کے نزدیک، بعض علماءِ دیوبند، واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماءِ دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے''

اس تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناموسِ رسالت کی پاسداری کا کماحقہ، فریضہ ادا کیا اور علمائے دیوبند کا اصرار ہے کہ ان کے اکابر کی عزت پر حرف نہیں آنا چاہیے، خواہ وہ کچھ کہتے اور لکھتے رہیں، اس مقام پر پہنچ کر

یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ حق پر کون ہے، یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بریلوی اور دیوبندی نزاع کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں نہ کہ فروعی مسائل، مولانا مودودی اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"جن بزرگوں کی تحریروں کے باعث بحث و مناظرہ کی ابتدا ہوئی وہ تو اب مرحوم ہو چکے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے مگر افسوس ہے کہ جو تلخی اور گرمی آغاز میں پیدا ہوئی دونوں طرف سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے"

مودودی صاحب یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ اب نزاع کو جانے بھی دو، نزاع کھڑا کرنے والے تو اگلے جہان میں پہنچ چکے ہیں، حالانکہ نزاع ان "بزرگوں" کی ذات سے نہیں تھا، وجہِ مخاصمت تو یہ عبارات تھیں جو اب بھی مِن وعَن موجود ہیں، جب تک ان کے بارے میں متفقہ فیصلہ نہیں ہو جاتا اس نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے المعتمد المستند کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریظیں لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکور بلاشک وشبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو حمایتِ دین کے سلسلے میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، علمائے حرمین کریمین کے یہ فتویٰ "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔ بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ "المهند المفند" ترتیب دیا جس میں کا چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقیدہ وہی ہے جو اہلسنت و جماعت کے ہیں، حالانکہ باعثِ نزاع عبارت متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں، صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" لکھ کر ایسی تمام عبارتوں کو طشت از بام کر دیا۔ حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کیلئے علماءِ دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتویٰ علماءِ حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارت اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا مؤید نہیں ہے، اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لئے شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خان رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حسام الحرمین کی تصدیقات "الصوارم الهندیہ" کے نام سے شائع کر دیں۔ ہر سال ماہ ستمبر میں "یوم تحفظ عقیدۂ ختم نبوت" منایا جاتا ہے۔ ہمیں اس موقع پر یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے اصل محسن کون ہیں؟ یہ امام احمد رضا اور ان کے متوسلین علماء ہی تھے جنہوں نے ہمارے عقیدۂ نبوت کے تحفظ کی خاطر قلمی، علمی اور عملی ہر طرح سے جہاد کیا اور یہ علماء دیوبند اور ان کے ریزہ خوار غلام تھے جنہوں نے سید عالم خاتم النبیین ﷺ کے بعد بھی اجرائے نبوت کے ممکن ہونے کے شیطانی عقیدہ کو ہوا دیکر قادیانیوں اور وہابیوں (محمد علی، اب کے پیروکار) جیسے کذاب کے لئے خود ساختہ نبوت کی راہ ہموار کی اور امت مسلمہ کے سینے میں ایک ناسور پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان دشمنان دین سے اپنی پناہ میں رکھے آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبی ﷺ۔

☆☆☆

ایک عجیب و غریب فتنہ

قادیان تھانہ بھون میں

از قلم: مولوی ظفر علی خان/ ترتیب وتبصرہ: مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق مدظلہٗ)

لاالہ الله اشرفعلی رسول الله (نعوذ باللہ)

الھم صلی علیٰ سیدنا و نبیا و مولانا اشرفعلی

قادیان نے اخبار ''فاروق'' کے ذریعہ سے اعلان کیا ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ نبوت کے دروازہ کو بند کرنے والے نہیں بلکہ اس فیضان خداوندی کو جاری کرنے والے ہیں اور دوسرے رسول تو صرف مومنوں کے روحانی باپ ہیں مگر حضور انور علاوہ اس کے خاتم النبیین بھی ہیں یعنی آپ کی توجہ روحانی، نبی تراش ہے اور آپ کے فیض تعلیم سے منصب نبوت ہوسکتا ہے''

تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر) نے قادیان کے اس متن متین کی شرح کی ہے اور عملی شرح کی ہے۔ سجادہ نشین امدادیہ حضرت مولانا حاجی حافظ شاہ اشرفعلی صاحب تھانوی کا ایک ماہانہ صوفیانہ رسالہ شائع ہوتا ہے جس کا نام ''الامداد'' ہے۔ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ کے ''الامداد'' میں مریدوں کے سوالات اور جناب پیرو مرشد کے جوابات درج ہیں۔ صفحہ نمبر ۳۴-۳۵، پر ایک مرید نے ایک سوال کیا ہے جو سلسلہ ترتیب میں تیسرے نمبر پر واقع ہے یعنی دو سوال اوران کے جواب اس سے پہلے بھی آچکے ہیں۔ اس تیسرے سوال کی عبارت سراپا بشارت ملاحظہ ہو:

''ایک دفعہ ریاست رامپور میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب کے ہاں ٹھہرنا پڑا جو طالب علم تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے (یعنی مولانا شاہ اشرفعلی صاحب) سے بیعت ہیں۔ اس لئے ان سے اور بھی محبت ہوگئی۔ اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس دو رسالے ''امداد''، ''حسن العزیز'' ماہوار آتے ہیں۔ بندہ نے ان کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی۔ مولوی صاحب (طالب علم) نے چند رسالے مجھ کو دیکھنے کے واسطے دیئے۔ الحمد للہ جو لطف ان سے اٹھایا بیان سے باہر ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ ''حسن العزیز'' دیکھ رہا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا سو جانے کا ارادہ کیا، رسالہ ''حسن العزیز'' کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسرے کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی۔ اس لئے رسالہ ''حسن العزیز'' کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف **لاالہ الااللہ**

محمد رسول الله پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں (یعنی لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول الله) اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ کلمہ شریف کے پڑھنے میں تجھ سے غلطی ہوئی اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرفعلی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے رقت طاری ہوگئی تھی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔

بیداری:

اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ حالت خواب و بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کی تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہو کہ:

اللهم صلى على سيدنا ونبينا و مولانا اشرفعلی

حالانکہ اب میں بیدار ہوں۔ خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا، دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ محبت کا باعث ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔

جواب:

حضرت مولانا شاہ اشرفعلی صاحب اس کے جواب میں صرف ایک فقرہ پر قناعت فرماتے ہیں:

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ متبع سنت ہے"

"الامداد" کا رسالہ ہماری نظر سے نہیں گزرا ہے اور نہ ہم نے اسے پڑھا ہے، ہمارا ماخذ **اہل حدیث امرتسر** ہے۔ جس نے ۲۵ جنوری ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں اس سوال و جواب کو بعنوان "مریدانہ محبت یا مالیخولیا" شائع کردیا ہے۔ "النقل کالاصل" لکھ کے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ اگر یہ سوال و جواب صحیح اور بظاہر اس کو صحیح نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں تو کیا اسلام کے لئے یہ ایک "عجیب و غریب فتنہ نہیں" ہے جسے "الامداد" نے سوتے سے بیدار کیا ہے۔ یہ فتوے خود حضور مولانا شاہ اشرفعلی صاحب دیں گے کہ فتنہ کو بیدار کرنے والے کی نسبت حدیث نبوی میں کیا حکم ہے؟ مرید لکھتا ہے کہ اس نے:

(الف) خواب میں جناب پیر و مرشد کا کلمہ پڑھا ان کو رسول اللہ کہا، پیغمبر مانا، جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ حضور خواجۂ کائنات سرور موجودات محمد رسول اللہ ﷺ کو رسالت سے معزول کرکے اپنے پیر کو آنحضرت ﷺ کی جگہ نبی و رسول مقرر کردیا اور بجائے رسول اللہ ﷺ کے انہیں درود بھیجتا رہا اور انہی کو نبی کہتا رہا۔

(ب) بیدار ہوا تو اس حالت میں بھی زبان کذب ترجمان نے رسول اللہ کو نبوت و رسالت سے معزول ہی رکھا اور یہ منصب

پیر و مرشد ہی کے لئے
(ج) پہلے حالہ
شریعت دامن گیرا
اور شرک فی النبوت
شیطان غالب تھا
ستورا اپنے پیر ہی
(د) پیر کی
حُبِ شیخ میں وہ
لئے جواب وا
تحریروں کا ملحوظ
مبادا ان تحریرا
ہو جائے۔ (و
لوگوں کے لئے
کا استغراق اس
لئے استعمال کر
(ھ) ح
کو بسا اوقات
اس کے ساتھ
نے انسان کو
قسم کی مجبور
کے اندر لا۔
سے مرید کو
ہے۔ وہ ا
مبالغہ ہوا؟
(و)

پیرومرشد ہی کے لئے مخصوص رہا۔

(ج) پہلے حالت خواب میں اور پھر حالت بیدار میں پاس شریعت دامن گیرا ہوا۔ آداب شرعیہ نے ضمیر ایمانی کو ملامت کی اور شرک فی النبوت کی غلطی محسوس کرائی لیکن زبان قابو میں نہ تھی۔ شیطان غالب تھا۔ باوصف جہد بلیغ کے اصلاح نہ ہوسکی اور وہ بدستور اپنے پیر ہی کو رسول اللہ کہتا رہا۔

(د) پیر کی انتہائی محبت نے مرید میں یہ حالت پیدا کی کیونکہ حُبِ شیخ میں وہ اتنا مستغرق تھا کہ بطریق تعارف کتاب اللہ کے لئے جو ادب واحترام مرعی ہے۔ وہی اجلال واکرام وہ اپنے پیر کی تحریروں کا ملحوظ رکھتا تھا اور گہری نیند میں بھی اسے یہی خیال تھا کہ مبادا ان تحریرات کی بے ادبی نہ ہو اور ان کی جانب پشت نہ ہو جائے۔ (وراءظهورهم یعنی پس پشت ڈال دیا) کی وعید ان لوگوں کے لئے تھی جو قرآن کریم سے اعراض کرتے ہیں۔ مگر مرید کا استغراق اس ادبی خصوصیت کو پیر کے رسالہ ''حسن العزیز'' کے لئے استعمال کرتا ہے اور بڑے مبالغہ کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔

(ہ) **حبک الشئی یعمی ویصم** ، محبت انسان کو بسا اوقات اندھا بہرا بنادیا کرتی ہے۔ پیر کو معلوم ہے کہ مرید اس کے ساتھ کس درجہ عقیدت رکھتا ہے۔ یہ بھی جانتا ہے کہ اسلام نے انسان کو محض **اشد حباًالِلّٰہ** بننے کی تعلیم دی ہے اور دوسری قسم کی محبتوں میں افراط وغلو کو منجر بفتنہ قرار دے کر ان کو حد اعتدال کے اندر لانے کی تاکید کی ہے۔ بایں ہمہ نہ پیر ہی اس افراط محبت سے مرید کو روکتا ہے اور نہ مرید خود ہی اس غلط کاری کو محسوس کرتا ہے۔ وہ اسے لازمۂ حسنِ عقیدت سمجھتا ہے۔ اس میں جس قدر مبالغہ ہوا اسی قدر بہتر جانتا ہے۔

(و) مرید کو جب اپنے عارضۂ انتہائی شغف سے افاقہ ہوتا ہے اور حالت سکر سے عالم صحو میں آتا ہے تو خود اس کو نہ اپنی اس حرکت شیطانی پر ندامت ہوتی ہے نہ تو وہ توبہ کرتا ہے نہ استغفار کرتا ہے نہ اس پر خجل ومنفعل ہوتا ہے اور نہ ہی پیرومرشد اس کو تائب ہونے اور تجدید ایمان کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

(ز) مرید نے اپنے پیر کو رسول اللہ کہا، ان کا کلمہ پڑھا پھر غلطی کا احساس ہوا تو تصحیح کرنا چاہی۔ مگر اس پر قادر نہ ہوا۔ اس سے اور بھی پیر کی جناب میں اس کی محبت بڑھ گئی۔ اس کی عرضداشت کا آخری فقرہ یہ ہے:

''اور بھی بہت سے وجوہ ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں''

یعنی واقعہ مذکورہ بھی باعث محبت ہوا ہے اور ایسے ہی اور بھی بہت سے بواعث ازدیاد عقیدت ہیں۔ پیر اپنے مرید کے مفہوم عرضداشت سے بےخبر نہیں اسے خوب علم ہے کہ واقعۂ شرک فی النبوت نے مرید کو اور بھی جناب پیرومرشد کا دلدادہ بنادیا ہے۔ مگر اس ضلالت آفرین الفت ومحبت سے اس کو ذرا بھی نہیں روکتا بلکہ خاموش رہتا ہے۔ جس کے دوسرے معنی یہی ہوں گے کہ یہ ناجائز فعل اس کے نزدیک جائز یا کم از کم ناقابل مواخذہ ہے۔

تلقین:

مرید کی گزارش کی کیفیت تو آپ دیکھ چکے۔ اب جناب پیرمرشد کی تلقین ملاحظہ ہو کہ جواب میں وہ اپنے اتباع سنت کی وجہ تسلی قرار دیتے ہیں۔ مگر **ابده البدیهات** سے آنکھیں بند کرلیتے ہیں کہ اتباع سنت کی پہلی منزل **امر بالمعروف ونھی عن المنکر** ہے۔ جس کی مسٔولیت اس واقعہ میں ان کو محسوس تک نہ ہوئی۔ پھر کیا یہ مسامحت منجر بہ مداہنت نہیں ہوئی اور کیا متبع سنت رسول ﷺ کے لئے یہی شیوہ شایان شان ہے۔

دوسری فرصت میں ہم دکھائیں گے کہ سنت نبویہ نے ایسے حالت میں کیا ہدایت فرمائی ہے۔ (ان شاء اللہ وبیدہ التوفیق)

(رسالہ ''ستارۂ صبح'' لاہور جلد دوم شمارہ نمبر ۲۶ یکم فروری ۱۹۱۸ء)

(بحوالہ ماہنامہ ''سالک'' راولپنڈی جولائی ۱۹۵۸ء ایضاً، اگست ۱۹۶۳ء)

قادیان تھانہ بھون میں:

مولوی ظفر علی خان کے مکمل مذکورہ مضمون میں آپ نے یہ بھی پڑھ لیا کہ ''سردار اہلحدیث'' مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی اپنے اخبار ''اہلحدیث'' میں ۲۵ جنوری ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں تھانوی صاحب کے اس کلمہ و درود کا رد کیا تھا لیکن اس کے باوجود تھانوی صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ نہ خود توبہ کی اور نہ اپنے مرید شریر سے توبہ کرائی حالانکہ مولوی ثناء اللہ بھی ان کا موحد وہابی بھائی تھا اور مولوی ظفر علی خان بھی علماء دیوبند کے حامی تھے۔ جن کا دیوبند کی قصیدۂ خوانی میں یہ مشہور ہے کہ

شاد باش! اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا پرچم بلند

بہر حال، علماء دیوبند ہی کے حامی و ہمنوا مولوی ظفر علی خان نے واشگاف طور پر واضح کر دیا کہ جس طرح قادیان میں ختم نبوت کے خلاف سازش کر کے جعلی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا۔ اسی طرح تھانہ بھون میں بھی مرزا قادیانی کی طرف مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی جعلی نبوت و رسالت کا ڈھونگ رچایا۔

ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

''اہلحدیث'' لاہور:

''قادیان تھانہ بھون میں'' کے مضمون میں مذکورہ رسالہ ''اہلحدیث'' امرتسر کی طرح ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور نے بھی تھانوی کے کلمۂ و درود پر بدیں الفاظ تبصرہ کیا ہے کہ رسالہ ''الامداد'' کے اس اقتباس پر غور فرمائیں کہ:

''تھانوی نے مرید کی زبان سے نکلے ہوئے کفر صریح کے جملے کا کس نشاط و سرور طبع کے ساتھ تحسین آمیز انداز میں حوصلہ افزا جواب دیا ہے''

سعید احمد دیوبندی:

اس پر کچھ کہنے کے بجائے انہی کے آدمی مولانا سعید احمد اکبرابادی رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند کا تبصرہ درج ہے ملاحظہ ہو:

''اس کا سیدھا اور صاف جواب یہ تھا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ شیطان کا فریب ہے اور نفس کا دھوکہ ہے تو فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں تم کو غایت مجھ سے محبت ہے، یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے'' (رسالہ برہان فروری ۱۹۵۲ء)

اہلحدیث:

اس تشنۂ تکمیل تبصرہ میں اتنا اور اضافہ کئے دیتا ہوں کہ یہ واقعہ دراصل مرشد و مرید کا سمجھا بوجھا منصوبہ اور دونوں ہی کو منظم سازش کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ جھوٹا عذر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ مرید کی زبان بے قابو ہوگئی تھی اور بے اختیاری میں کلمۂ کفر نکل گیا تھا۔ تو تعجب اس پر ہے کہ پیر و مرشد تو ہوش میں تھے انہوں نے جب کلمۂ کفر سنا تو پھر مرید کو سرزنش کرنے کی بجائے حوصلہ افزا جواب کیوں لکھ دیا؟ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۸۵ء)

قلعہ دیدار سنگھ:

ضلع گوجرانوالہ میں اہلحدیث مولوی محمد اشرف سلیم نے

بعنوان ''دیوبندیت کا پوسٹ مارٹم'' علماء دیوبند کے ''ناپاک عقائد اور غیر شرعی اعمال کے جائزہ'' پر مشتمل بڑے سائز کا جو اشتہار شائع کیا ہے اور ''جماعت اہلحدیث'' کے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور نے ۳-اپریل ۱۹۸۷ء کی اشاعت میں اس اشتہار کا اعلان کیا ہے۔ اس اشتہار میں بھی عقیدہ نمبر ۷-۸ کے تحت تھانوی کے مذکورہ کلمۂ درود کو ''ناپاک عقائد'' سے تعبیر کیا ہے۔ مگر علماء اہلحدیث کے اس اعتراف حقیقت اور دیوبندی حکیم الامت کے کفر و گستاخی اور ختم نبوت سے بغاوت کے اقرار کے باوجود تعجب ہے کہ علماء اہلحدیث پھر بھی علماء دیوبند کو اپنا ''موحد بھائی'' سمجھتے ہیں اور بریلوی علماء اہلسنت کے بالمقابل ہمیشہ علماء اہلحدیث و علماء دیوبند شیر و شکر اور یک جان و دو قالب ہوکر دونوں فریق اپنی اندرونی نجدیت و وہابیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ اپنے مرید سے اپنا کلمۂ و درود پڑھوانے اور اس کی اشاعت عام کرنے والے یہ وہی اشرفعلی تھانوی ہیں جنہوں نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''حفظ الایمان'' صفحہ ۸ میں شان رسالت میں گستاخی کرتے ہوئے یہ مشہور کفریہ عبارت لکھی ہے کہ ''بعض علوم غیبیہ---حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپاؤں) کے لئے بھی حاصل ہے'' (بلفظہٖ)

استغفر اللہ کیسی ناپاک تشبیہ اور شان رسالت کی کسی قدر توہین و تنقیص ہے۔

اسماعیل دہلوی، تھانوی صاحب سے بہت پہلے پیشوائے علماء اہلحدیث و دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی نے بدیں الفاظ اجرائے نبوت کو ممکن قرار دے کر منکرین ختم نبوت کی راہ ہموار کی کہ ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے کروڑوں نبی اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے''

(تقویۃ الایمان صفحہ ۳۶)

حالانکہ اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا تو خدا تعالیٰ ہرگز محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین (آخری نبی) نہ فرماتا کیونکہ اس صورت میں معاذ اللہ اس کا یہ فرمان جھوٹا قرار پاتا۔ حالانکہ نہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی پیدا فرما سکتا ہے۔ معاذ اللہ ''کروڑوں محمد کے برابر پیدا کر ڈالے'' کے ''تقویۃ الایمانی'' عقیدۂ باطلہ نے ختم نبوت کے قطعی عقیدہ میں تشکیک و امکان اور رخنہ اندازی کر کے۔ نہ صرف ختم نبوت کے منکروں اور مرزائیوں کو تقویت پہنچائی، بلکہ شان الوہیت کو بھی امکان کذب کا دھبہ لگایا اور یہ ناپاک تاثر دے کر شان محمدی کی بھی تنقیص کی کہ یہ محمد کیا ہیں ان کے برابر تو کروڑوں اور محمد بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ

بانی دیوبند:

مولوی اسماعیل دہلوی کے بعد بانی دیوبند (حالانکہ یہ بانی دیوبند نہیں، اصل بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا صوفی علیہ الرحمۃ ہیں ملاحظہ ہو ''دارالعلوم دیوبند کا بانی کون؟'' مصنفہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی دہلوی) مولوی قاسم نانوتوی نے بھی باغیان ختم نبوت کی راہ مزید ہموار کرتے ہوئے آیۂ کریمہ خاتم النبیین کے اجماعی معنی آخری نبی میں تحریف کر کے پہلے تو تاثر دیا کہ ''رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، عوام کا خیال ہے۔ (ملخصا تحذیر الناس، ص ۳)

پر رہی سہی کسر یہ کہہ کر پوری کردی کہ:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی

خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے'' (تحذیر الناس، صفحہ ۲۴)

مذکورہ ہر دو عبارت میں کوئی نبی پیدا ہو، فرض کیجئے، تجویز کیا جائے، آخر نبی ہونا عوام کا خیال ہے کہ الفاظ قابل غور ہیں کہ کس کس انداز میں عقیدہ ختم نبوت میں تحریف وتشکیک اور رخنہ اندازی کی گئی ہے۔ دیوبندی مجلس تحفظ ختم نبوت و مجلس احرار کے دیوبندی علماء ہی از روئے انصاف بتائیں کہ زمانہ نبوی ﷺ کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے یا تجویز کئے جانے پر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں، اگر فرق آتا ہے اور مسئلہ ختم نبوت میں لازماً رخنہ اندازی ہوتی ہے تو پھر نانوتوی صاحب کیوں کہتے ہیں کہ کچھ فرق نہ آئے اور اگر فرق نہیں آتا اور مسئلہ ختم نبوت میں رخنہ اندازی نہیں ہوتی تو پھر تحفظ ختم نبوت کا نعرہ لگانا دھوکہ ہے یا نہیں کہ اصل عقیدہ تو یہ ہے کہ خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آتا کیونکہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے ہی نہیں یہ تو عوام کا خیال ہے۔ لیکن لوگوں کو دھوکہ دینے اور چندہ بٹورنے کے لئے تحفظ ختم نبوت کا نعرہ لگا کر سیاسی ڈھونگ رچایا جاتا ہے کیونکہ جب فرق نہیں آتا تو تحفظ کا کیا معنی؟ تحفظ تو فرق آنے کی صورت میں ہوسکتا ہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی نے مرزائیوں کا ذبیحہ حلال کرنے کے لئے تمام امت مسلمہ کے برخلاف یہ خود ساختہ فتویٰ جاری کیا کہ اگر کسی:

''مرزائی باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے'' (محمد کفایت کان اللہ لہ دہلی، کتاب کفایت المفتی، جلد اول، ص ۳۱۳)

ابوالکلام آزاد:

علماء اہلحدیث و دیوبند کے امام مولوی ابوالکلام آزاد نے اس سوال پر کہ:

''کیا احمدی گروہ کی شرکت اشاعت اسلام میں مضر ہے یا نہیں''

یہ جواب دیا کہ ''اگر اشاعت اسلام کا کام یہ فرقہ (یعنی فرقہ احمدیہ) اپنا فرض سمجھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ فرقہ اس میں شریک نہ ہو، اس طرح تمام اہل قبلہ متحد و متفق ہو جائیں، گویا ایک ہی خاندان کے فرزند اور ایک ہی شجر محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں'' (الہلال ۱۴ جنوری ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۶)

☆ وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے (ملفوظات آزاد صفحہ ۱۳۰)

☆ مولانا ابوالکلام آزاد نے ہمیشہ یہی کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب کافر نہیں۔ مرزا غلام احمد انتقال پر اخبار ''وکیل'' امرتسر میں طویل تعریفی اداریہ لکھا''

(عبدالمجید سالک کے ''نوازش نامے'' صفحہ ۱۵-۱۶، تاریخ احمدیت، جلد ۳، ص ۱-۵)

رشید احمد گنگوہی:

دیوبندی قطب العالم نے ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی کو ''مرد صالح'' قرار دیا تو مولوی محمد لدھیانوی نے اس کا مفصل رد لکھا ملاحظہ ہو ''فتاویٰ قادریہ صفحہ ۴'' ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں بھی تکفیر مرزا کا کوئی عنوان نہیں۔

مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے متعلق مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند (برادر زادہ مولوی شبیر احمد عثمانی) نے اپنے رسالہ ''تجلی'' میں شائع کیا ہے کہ ''مولوی احمد علی اپنی ایک کتاب ''وحی والہام'' میں لکھتے ہیں کہ:

''مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کو نبوت کشید کر لیا اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے'' (ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء صفحہ ۲۱)

وہابی کلمہ:

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے ہم مسلک مولوی عبدالجبار غزنوی کے سلسلہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

''ہمارے ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے جو عیسائیوں کو تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے، جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے، **لاالہ الااللہ عبدالجبار امام اللہ** اس سے ملنا جائز نہیں۔

(اخبار''اہلحدیث''امرتسر ۵،اپریل ۱۹۱۲ء)

ثنائی فتویٰ:

''میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتدا جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی''

(اہلحدیث امرتسر ۲، اپریل ۱۹۱۵ء)

وہابی دیوبندی مرزائی سازش مردہ باد!

مجلس تحفظ ختم نبوت:

''مجلس تحفظ ختم نبوت دیوبندی مکتب فکر کی تنظیم ہے جس کی طرف سے بعنوان ''عاشقان مصطفیٰ کہاں ہیں'' ایک پمفلٹ شائع کیا گیا ہے جس میں سرعنوان یہ شعر بھی لکھا گیا ہے کہ۔

توہین رسالت پہ اے مسلم تری خاموشی
کیا محبت شہِ لولاک کا معیار یہی ہے ؟

مسئلہ ختم نبوت:

میں بھی علماء دیوبند کا رویہ منافقت و دوغلہ پالیسی پر مبنی ہے کہ ایک طرف تو وہ ''تحفظ ختم نبوت'' کا پرچار کرتے ہیں اور دوسرے طرف ان کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس میں صاف لکھا ہے کہ:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد میں کچھ فرق نہیں آئے گا'' (الخ)

سوال یہ ہے کہ جس شخص کا صدق دل سے ختم نبوت و رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان ہے اسے اس قسم کی ''اگر چہ مگر چہ'' مشکوک باتیں بنانے اور لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں اگر معاذ اللہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کی کیا ضرورت ہے؟ صرف پروپیگنڈا اور چندہ بٹورنا؟ اور اگر فرق آتا ہے اور آخری نبی ہونے کے عقیدہ پر زد پڑتی ہے اور اسے روکنے کے لئے ختم نبوت کی ضرورت ہے تو پھر ''تحذیر الناس'' کی مذمت کیوں نہیں کی جاتی اور اس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی کی ختم نبوت کے خلاف سازش و شوشہ بازی کی بنا پر فتویٰ کیوں نہیں عائد کیا جاتا؟ صریح انکار ختم نبوت جبکہ مولوی نانوتوی نے کتاب ''تحذیر الناس'' کے شروع ہی میں ''خاتم النبیین'' کے معنی میں تحریف کر کے اس سے رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے اور آخری نبی معنی کرنے اور ماننے والوں کو اہل فہم کا نہیں بلکہ بدیں الفاظ ''عوام'' کا خیال بتایا ہے کہ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں'' (الخ) پھر اسی پر بس نہیں کیا۔

بلکہ امتی کا نبی سے بڑھ جانا بدیں الفاظ بھی بیان کیا ہے کہ ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۴)

مجلس تحفظ ختم نبوت والے بتائیں کہ ان کے امام و پیشوا نانوتوی کی ان باتوں کا مقصد ختم نبوت کے انکار و تشکیک اور

شانِ رسالت کی تنقیص و مقام نبوت کو گھٹانا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس قسم کی مشکوک گفتگو کی ضرورت کیوں پیش آئی، کیا یہ خود ساختہ نانوتوی عقائد و نظریات بدعت نہیں۔ کیا یہ عوام کے پھسلانے اور منکرین ختم نبوت کو تقویت دینے کی سازش نہیں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس پر خاموشی منافقت و بے حمیتی نہیں؟

تھانوی کا کلمہ:

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' نے جس طرح مرزائیوں کے من گھڑت کلمہ پر تنبیہ کی ہے اسی طرح دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نے بھی رسالہ ''الامداد'' تھانہ بھون ماہِ صفر ۱۳۳۶ھ میں اپنے مرید کے حوالہ و زبان سے بلا رد و انکار اس طرح اپنا کلمہ و درود شائع کیا ہے:

لا اله الاالله اشرفعلی رسول الله

اللهم صل علیٰ سیدنا و نبینا مولانا اشرفعلی

مگر اس پر علماء دیوبند اور مجلس تحفظ ختم نبوت خاموش ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اور یہاں مرزائیوں قادیانیوں سے ہمنوائی و ہم آہنگی کیوں ہے؟ مرزائیوں قادیانیوں کے ختم نبوت سے انکار اور ان کی گستاخیوں اور عقائدِ باطلہ کی طرح علماء دیوبند کے اسی ''جرم'' پر حکم شرعی بیان کیوں نہیں کیا جاتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کا انکارِ ختم نبوت و توہین شانِ رسالت پر محاسبہ و مواخذہ کیوں نہیں کیا جاتا؟

الحاصل:

علماء دیوبند ''عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ'' کو آج جس فتنہ سے خبردار کر رہے ہیں اور انہیں یہ کہہ کر جھنجھوڑ رہے ہیں کہ ۔

توہینِ رسالت پر اے مسلم تری خاموشی
کیا محبتِ شہِ لولاک کا معیار یہی ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تو اہلِ قادیان و علماء دیوبند کے اس فتنۂ انکارِ ختم نبوت و توہینِ رسالت پر بہت پہلے مسلمانوں کو خبردار فرما کر یہی پیغام دیا تھا اور کتاب مستطاب ''حسام الحرمین'' کے ذریعے انہیں جھنجھوڑا تھا مگر صد افسوس کہ اس مخلصانہ پیغام کو قبول کرنے اور توہین آمیز گستاخانہ عبارات سے تائب ہونے کی بجائے علماء دیوبند نے اس پر برا منایا اور الٹا اس مردِ مجاہد و عاشقِ مصطفیٰ کی کردار کشی شروع کر دی اور مسئلہ ختم نبوت و توہینِ رسالت میں اپنے بیگانے کی تقسیم میں بٹ گئے۔ حالانکہ مسئلہ شرعی میں ایسی جانبداری نہیں ہونی چاہیے۔

رجسٹرڈ نمبر ۱۲۷

۵۸۶

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظۃ مخافۃ السآمۃ علینا

امتثالاً للآیۃ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادتی علم و امداد و للحدیث کہ دال ست بر مندوبیت گستر ان

فصل وار ارشاد صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاوی فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاوی فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدۃ تربیۃ السالک فی الاحوال الخاصۃ سیر السلوک والرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ ملفوظات خیرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ والعقلیۃ کہ کل آن از افادات مسلسلہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ است بازجل آن از القاب حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ ست کہ لقب صحیفہ مشیر ست بہ تبرک بنام نامیش نیز خاصہ الاشتیاق الحقیقۃ دائرہ دیگر اہل فضل

جلد (۱)	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری	عدد (۸)

باہتمام الاحقر رفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمود گرفت

(۴۴) ایک دفعہ رامپور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں

ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے اُن کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے اُن سے اور بھی محبت ہو گئی ؛ اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے اُن کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو اُن مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھکو دیکھنے کے واسطے دئے الحمد للہ جو لطف اُن سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھدیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھسے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

ہندوستان

قصبہ ہے جہاں غلام

برطانوی اقتدار کی س

دعوی کیا۔ غیر منقسم ؛

دعوائے نبوت کے ر

روشنی میں اسے کافر ق

امام احمد رضا کا اسم گر

مسکن بریلی نام کا ایک

میں واقع ہے۔

امام احمد

۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) جو

عالم دین اور اپنے ع

اعلان میں وہ "لا یخا

نبوت رسالت کے

میں ان کی تصنیفات

طیبین کے اکابر وعما

کے فضل وکمال اور عا

میں اعتراف کیا۔

مرزا:

*(بانی جامعہ حضرت نظ

امام احمد رضا اور رد قادیانیت

ایک علمی جائزہ

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ*

ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں قادیان نام کا ایک قصبہ ہے جہاں غلام احمد کے نام سے ایک شخص پیدا ہوا جس نے برطانوی اقتدار کی سرپرستی میں نبی و رسول اور مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا۔ غیر منقسم ہندوستان کے جن علماء و مشائخ نے اس کے دعوائے نبوت کے رد و ابطال میں زبردست حصہ لیا اور دلائل کی روشنی میں اسے کافر قرار دیا ان میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت امام احمد رضا کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے جن کا مولد و مسکن بریلی نام کا ایک شہر ہے جو ہندوستان کے صوبہ ممالک متحدہ میں واقع ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) چودھویں صدی میں عالم اسلام کے زبردست عالم دین اور اپنے عہد کے نامور مرجع فتاویٰ ہیں۔ حق کے اظہار و اعلان میں وہ ''لا یخافون لومۃ لائم'' کے سچے مصداق ہیں۔ منصب نبوت رسالت کے حقوق و آداب اور مہمات مسائل دینیہ کے بیان میں ان کی تصنیفات کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ حرمین طیبین کے اکابر و عمائدین نے ''حسام الحرمین'' نامی کتاب میں ان کے فضل و کمال اور علمی تبحر اور شخصی مجد و شرف کا نہایت شاندار لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے رد و ابطال میں امام احمد رضا نے فتاویٰ کے علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

(۱) جزاء اللّٰہ عدو بابائہ ختم النبوۃ:

یہ رسالہ ۱۳۱۷ء میں اس سوال کے جواب میں ہے کہ مشہد میں ایک شخص اپنے آپ کو سید کہتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی، حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو انبیاء کہنا حدیثوں سے ثابت ہے۔ امام احمد رضا نے ایک سوبیس احادیث اور اکابر اسلام کے تیس نصوص سے ثابت کیا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا ختم نبوت کا کھلا ہوا انکار اور کفر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا بالیقین کافر ہے۔

(۲) السوء و العقاب علی المسیح الکذاب:

یہ رسالہ ۱۳۲۰ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ ایک سنی مسلمہ عورت کا شوہر جو پہلے سنی مسلمان تھا پھر کچھ دنوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل مذہب کا قائل ہوگیا تو کیا اس صورت میں سنی مسلمہ عورت کا نکاح قائم رہا؟ امام احمد رضا نے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہوگیا۔ وہ اپنے کافر مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہوجائے

(۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان:

یہ رسالہ ۱۳۲۲ھ میں تصنیف ہوا۔ اس رسالہ میں مرزا

*(بانی جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، نیو دہلی، انڈیا)

غلام احمد قادیانی کے بے شمار کفریات اس کی ان کتابوں کے حوالہ سے درج کئے گئے ہیں جو کفریات، نبوت ورسالت کے دعاوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ کی اہانتوں اور گالیوں پر مشتمل ہیں۔

(۴)حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین:

یہ رسالہ ۱۳۲۴ھ میں مرتب ہوا۔ اسی رسالہ کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات علمائے حرمین طیبین کے سامنے پیش کئے گئے اور مرزا کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا۔

(۵)المبین ختم النبیین:

یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ لفظ ''خاتم النبیین'' میں ''النبیین'' پر جو الف لام ہے وہ استغراق کا ہے یا عہد خارجی وغیرہ کا ہے۔ امام احمد رضا نے دلائل کثیرہ واضحہ سے ثابت فرمایا کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے۔

(۶)الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی:

یہ رسالہ بھی ۱۳۲۶ھ میں تصنیف ہوا۔ اس رسالہ میں امام احمد رضا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے انہتر کفریات گنائے ہیں جو اس کے باطل دعاوی اور اہانت انبیاء ورسل اور ضروریات دین کے انکار پر مشتمل ہے۔

قادیانیوں کے رد وابطال میں امام احمد رضا کتنے سرگرم، مستعد اور متحرک وفعال تھے اس کا اندازہ لگانا ہو تو اپنے وقت کے مشہور مصنف اور ندوۃ العلماء (ہند) کے مہتمم، جناب ابوالحسن علی ندوی کی یہ تحریر پڑھیئے۔

موصوف اپنے مرشد طریقت شیخ عبدالقادر رائے پوری کی سوانح حیات میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ اپنے پیر کے جذبۂ عقیدت کا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''حضرت نے مرزا صاحب کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ ''اجیب کل دعائک الافی شرکائک'' میں تمہاری ہر دعا قبول کروں گا سوائے ان دعاؤں کے جو تمہارے شراکت داروں کے بارے ہوں۔ حضرت نے مرزا صاحب کے اس الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح کی بھی شرکت نہیں ہے اس لئے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کے لئے دعا کریں۔ وہاں سے بھی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا۔ تمہارے لئے خوب دعا کرائی گئی تم کبھی کبھی اس کی یاددہانی کردیا کرو''

حضرت فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا کارڈ تھا میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک کارڈ، درخواست کا ڈال دیتا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایک دفعہ مرزائیوں کی کتابیں منگوائیں تھیں اس غرض سے کہ ان کی تردید کریں گے۔ میں نے بھی دیکھیں قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اس طرف میلان ہوگیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچ ہیں۔

(سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، صفحہ نمبر ۵۵-۵۶، مرتبہ مولانا ابوالحسن علی ندوی)

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی اس تحریر سے جہاں واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا اپنی ایمانی بصیرت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف کذاب اور مفتری سمجھتے تھے بلکہ دشمنِ اسلام سمجھ کر اس سے لڑنے کے لئے ہتھیار جمع کر رہے تھے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے پیر ومرشد مولانا عبدالقادر رائے پوری مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ صرف ایک عقیدت مند کی حد تک متاثر تھے بلکہ اپنے دعوائے نبوت میں اسے بہت حد تک سچا بھی سمجھتے تھے۔

اب اس کی وجہ بصیرت کا فقدان ہو یا اندرونی طور پر

مفاہمت کا کوئی رشتہ ہوا۔
کوئی شبہ نہیں ہے کہ امام
باطل سمجھنے میں نہ کبھی غا
خارجی جذبہ ان کی راہ
اور عنایتِ رسالت پنا
ہندوستان
رضا وہ پہلے شخص ہیں
عمائدین سے مرزا
سے اخراج اور کافر
ہندوعرب میں ہر
فتویٰ عالمی سطح پر قاد
دنیا کے
صرف پاکستان کو
بنیاد پر قادیانیوں کو
پر دائرہ اسلام سے
احمد رضا کے ان فتا
شکل دینے میں اما
حصہ رہا ہے۔
اسے
کسی جدوجہد کے
فیصلہ اور اس تاریخ
جمہور
ایک ہی دہلہ میں
یہاں تک کہ قاد
جگہ انہیں اس س
والوں نے جھو
والے کس منہ۔

مفاہمت کا کوئی رشتہ ہوا سے اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ امام احمد رضا کا دینی شعور غیرو غیر اور باطل کو باطل سمجھنے میں نہ کبھی غلط فہمی کا شکار ہوا اور نہ فیصلہ کرنے میں کوئی خارجی جذبہ ان کی راہ میں حائل ہو سکا اور یہ صرف توفیقِ خداوندی اور عنایتِ رسالت پناہی ہے۔

ہندوستان کے علمائے مرشدین میں حضرت امام احمد رضا وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حرمین طیبین کے مشاہیر فقہا و عمائدین سے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف شخصی طور پر اسلام سے اخراج اور کافر قرار دیئے جانے کا واضح فتویٰ حاصل کر کے بلادِ ہندو عرب میں ہر طرف پھیلا دیا۔ آگے چل کر حرمین طیبین کا یہی فتویٰ عالمی سطح پر قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی تمہید بنا۔

دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ پارلیمنٹ کے اس فیصلہ میں امام احمد رضا کے ان فتاویٰ کو کلیدی حیثیت حاصل رہی اور اس کو قانونی شکل دینے میں امام احمد رضا کے متوسلین علماء کی جدو جہد کا خصوصی حصہ رہا ہے۔

اسے بھی عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت کی فتح کہیے کہ بغیر کسی جدو جہد کے سارے عالم نے جمہوریہ پاکستان کے اس دینی فیصلہ اور اس تاریخی قرارداد کے سامنے سر جھکا دیا۔

جمہوریہ پاکستان کے اس اقدام سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ایک ہی دہلہ میں ساری دنیا کو قادیانیوں کی اصل حقیقت معلوم ہوگئی یہاں تک کہ قادیانی مبلغین کے لئے اپنا منہ چھپانا مشکل ہو گیا۔ ہر جگہ انہیں اس سوال کا سامنا کرنا پڑا کہ جس مدعی نبوت کو خود گھر والوں نے جھوٹا کذاب اور کافر قرار دے دیا تو اس کے ماننے والے کس منہ سے باہر والوں کا سامنا کریں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں علمائے حرمین طیبین سے استفتاء

ولنعدّ بعض من يوجد فى اعصار نا و امصارنا هٰؤلاء الاشقياء فان الفتن داهمة ،والظلم متراكمة، والزمان كما اخبر الصادق المصدوق صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا والعياذ بالله تعالى . فيجب التنبّه على كفر الكافرين المتسترين باسم الاسلام ولا حول ولا قوة الا باللّٰه .

فمنهم "المرزائية" ونحن نسميهم الغلاميه نسبة الى غلام احمد القاديانى دجال حدث فى هٰذا الزمان فادعى اولا مماثلة المسيح وقد صدق والله فانه مثل السيح الدجال الكذاب ثم ترقى به الحال فادعى الوحى وقد صدق والله بقوله تعالى فى شان الشيطٰن(يوحى بعضهم الى بعض زخرف القول غروراً) امانسبة الايحاء الى الله سبحانه وتعالىٰ وجعله كتابه (البراهين الغلامية) كلام الله عزوجل فذلك ايضامما اوحى اليه ابليس ان خذمنى وانسب الى اله العٰلمين، ثم صرح بادعاء النبوة والرسالة وقال (هو الله الذى ارسل رسوله فى قاديان) وزعم ان ممانزل الله تعالىٰ عليه (انا انزلنه بالقاديان وبالحق نزل)وزعم انه هو احمد الذى بشربه ابن البتول وهوالمراد من قوله تعالىٰ عنه (ومبشرا بر سول يا تى من بعدى اسمه احمد) وزعم ان الله تعالى قال له انك مصداق هذه الاية (هوالذى ارسل رسوله بالهدى دين الحق ليظهره على الذين كله) ثم اخذ يفضل نفسه اللئيمة على كثير من الانبياء والمرسلين صلوات الله تعالىٰ وسلامه عليهم اجمعين . وخص من بينهم كلمة الله وروح الله

ورسول الله عیسیٰ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

ای" اترکوا ذکر ابن مریم فان غلام احمد افضل منه"

واذقد اوخذ بانک تدعی مماثلة عیسی رسول الله علیه الصلوٰة والسلام فاین تلک الایات الباهرة التی اتی بها عیسی کاحیاء المؤتی وابراء الاکمه والا برص خلق هیأة الطیر من الطین فینفخ فیه فیکون طیرا باذن الله تعالیٰ.

فاجاب بان عیسیٰ انما کان یفعلها بمسمریزم اسم قسم من الشعوذة بلسان الانکلتره قال "ولولا انی اکره امثال ذالک لاتیت بها" واذقد تعود الانباء عن الغیوب الاتیه کثیرا ویظهر فیه کذبه کثیرا بثیرا دوی دائه هذا بان ظهور الکذب فی اخبار الغیب لاینافی النبوة فقد ظهر ذلک فی اربع ماتة من النبیین واکثر من کذبت اخباره عیسیٰ وجعل یصعد مصاعد الشقاوة حتی عدّ من ذلک واقعة الحدیبیة فلعن الله من اذی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ولعن من اذی احدامن الانبیاء صلی الله تعالیٰ علی انبیائه وبارک وسلم.

ومنهم الوهابیة المثالیه والخواتمیه وقد قصصنا علیک اقوالهم وشانهم وانهم کانوا وبانوا فیهاقبل .

وهم مقتسمون الی الامیریه نسبة الی (امیر حسن وامیر احمد السهسوانیین)

والنذیریة المنسوبة الی (نذیر حسین الدهلوی)

والقاسمیه المنسوبة الی (قاسم النانوتی صاحب تحذیر الناس) وهو القائل فیه ولو فرض فی زمنه صلی الله تعالی علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالک بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی الله تعالی علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه لافضل فیه اصلا عنداهل الفهم الی آخرما ذکر من الهذیانات.

هذا ما اردنا عرضه علیکم، ورجونا کل خیروبرکة لدیکم، افیدونا الجواب، ولکم جزیل الثواب من الملک الوهاب، والصلوٰة والسلام علی الهادی للصواب والال والاصحاب الی یوم الجزاء والحساب.

۲۱/ذی الحجة یوم الخمیس ۱۳۲۳ھ فی مکة المکرمة ،زادها الله شرفاوتکریما .(امین)

مکہ مکرمہ کے جن علماء و مشائخ نے مرزا کی تکفیر کی ان کے اسماء گرامی

محضر العلماء والمشائخ من مکة المحمیه:

(۱) شیخ العلماء الکرام ببلد الله الحرام سیدنا ومولاناالشیخ محمد سعید بابصیل مفتی الشافعیة بمکة المحمیه.

(۲) اوحد العلماء الحقانیه شیخ الخطباء والائمه بمکة المکرمة مولانا الشیخ احمد ابو الخیر میرداد.

(۳) مقدام العلماء المحققین مولانا العلامه الشیخ صالح کمال.

(۴) العلامة المحقق مولانا الشیخ علی بن صدیق کمال.

(۵) البحر الذاخر مولانا الشیخ محمد عبدالحق المهاجر.

(٦) غیظ المنافقین محافظ کتب الحرم حضرة مولانا السید اسماعیل خلیل

(٧) ذو العلم الراسخ مولانا العلامہ السید المرزوقی ابوحسین

(٨) ذو شرف الجلی مولانا الشیخ عمر بن ابی بکر با جنید۔

(٩) حامل لواء العلماء المالکیہ مولانا الشیخ عابدبن حسین۔

(١٠) الصفی الزکی مولاناعلی بن حسین المالکی

(١١) الشاب التقی مولانا جمال بن محمد بن حسین

(١٢) جامع العلوم نادرة الزمان مولانا الشیخ اسعدبن احمد الدجان المدرس بالحرم الشریف۔

(١٣) الفاضل الادیب مولانا الشیخ عبدالرحمن الدحان۔

(١٤) الفاضل المستقیم المدرس بالمدرسة الصولتیہ بمکة المحمیہ۔

(١٥) مولانا الشیخ محمد یوسف الافغانی ۔

(١٦) ذو الفضل والجاہ اجل خلفاء الشاہ امداد اللہ مدرس الحرم الشریف مولانا الشیخ احمد المکی الامدادی۔

(١٧) الفاضل الکامل مولانا محمد یوسف الخیاط۔

(١٨) الشیخ الجلیل مولانا الشیخ محمد صالح ابن محمد بافضل۔

(١٩) الفاضل الکامل مولانا الشیخ عبدالکریم ناجی

(٢٠) الفاضل الکامل مولاناالشیخ محمد سعید بن محمد الیمانی۔

(٢١) الفاضل الحاوی مولانا الشیخ حامد احمد محمد جداوی۔

محضر العلماء والمشائخ من المدینة المنورة:

(١) تاج المفتیین مولانا المفتی تاج الدین الیاس

(٢) اجل الافاضل مولانا عثمان بن عبدالسلام مفتی المدینة سابقا۔

(٣) الفاضل الکامل شیخ المالکیہ مولانا السید احمد الجزائری۔

(٤) کبیر العلماء مولانا الشیخ خلیل بن ابراهیم الخبوطی۔

(٥) صورة السعادة مولانا السید محمد سعید شیخ الدلائل۔

(٦) الفاضل الجلیل مولانا محمد بن احمد العمری

(٧) السید الشریف حضرت مولانا السید عباس ابن السید جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل

(٨) الفاضل العقول مولانا عمر بن همدان المحرسی۔

(٩) الفاضل الکامل السیدبن محمد المدنی۔

(١٠) ذو الخیر الجاری الشیخ محمد بن محمد السوسی المدرس بالحرم۔

(١١) حائز العلوم النقلیہ مولانا السید الشریف احمد البرزنجی مفتی الشافعیہ بالمدینة المحمیة۔

(١٢) الفاضل الشهیرمولانا الشیخ العزیز الوزیر۔

(١٣) الشیخ الفاضل عبدالقادر الحنفی المدرس بالمسجد الکریم النبوی۔

(علیٰ صاحبِهاالصلوٰة والسلام)

☆☆☆

خواجہ غریب نواز

خواجۂ خواجگان ''معین الدین'' ☆ اشرفِ اولیاء بروئے زمیں
ولادت ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۵۲ء ☆ وصال ۶۳۴ھ مطابق ۱۲۳۶ء

پروفیسر فیاض احمد خان کاوشؔ وارثی علیہ الرحمہ

سلطان السالکین ، عطائے رسول ، ہندالولی قطب المشائخ خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ، اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ، بروز دوشنبہ ، بوقت فجر، خراساں کے قصبہ سنجر میں، نجیب الطرفین حسنی و حُسینی خانوادۂ سادات میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ شہر کے بڑے رئیس تاجر تھے اور دولتِ فقر سے بھی مالا مال تھے! آپ کی والدہ ماجدہ بھی بڑی عابدہ زاہدہ اور خدا ترس مخیّر خاتون تھیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین ہی کے زیر سایہ پائی، پندرہ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے سمرقند و بخارا کا صبر آزما سفر اختیار فرمایا جو اس وقت اسلامی علوم وفنون کے مراکز تھے، یہاں آپ نے قران پاک حفظ کیا، پھر تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علومِ منقول ومعقول کی تحصیل کی۔ اس کے بعد غیبی اشارہ پاکر تکمیل باطن کے لئے مرشدِ کامل کی تلاش شروع کی۔ چنانچہ سمرقند سے عراق ہوتے ہوئے نیشا پور پہنچے تو یہاں قصبہ ہارُوَنْ کے صاحبِ کشف وکرامت بزرگ شیخ الشیوخ سیدنا حضرت خواجہ عثمان ہارُوَنیْ علیہ الرحمہ کا بڑا شہرہ تھا جن کا سلسلہ نسب، گیارہ واسطوں سے حضرت کرم اللہ وجہ تک پہنچتا ہے، آپ نے ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ شب و روز مرشد برحق کی خدمات گزاری کے ساتھ ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ ایک دن حضرت شیخ نے آپ کی خدمت گزاری کے ساتھ سخت عبادت و ریاضت پر ناز کرتے ہوئے فرمایا:

''معین الدین محبوبِ خدا ہیں مجھے ان کی مریدی پر فخر ہے''

اس کے بعد جب حضرت شیخ نے حج بیت اللہ شریف کا سفر اختیار کیا تو بھی آپ سراپا خدمت بن کر ان کے ساتھ ساتھ رہے، آخر طوافِ کعبہ کے بعد میزاب رحمت کے نیچے آپ کے مرشدِ پاک نے اپنے اس مریدِ باصفا کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہِ رب

العزت میں پیش کیا اور آپ کی مقبولیت کے لئے دعا فرمائی ---اس وقت غیب سے ندا آئی:

''معین الدین ہمارا دوست ہے، ہم نے
اسے قبول کیا اور اسے عزت بخشی''

اس کے بعد مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس پر بصد عجز و نیاز آپ نے صلوٰۃ سلام پیش کیا تو حریم ناز سے جواب آیا:

''وعلیکم السلام یا قطب المشائخ''

یہ بہت بڑا اعزاز تھا---یہ خطابِ خاص پاکر آپ اسی رات زیارتِ رسول ﷺ سے بھی مشرف ہوئے جس میں آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے ولایت ہند عطا ہوئی۔ عطائے رسول کے اس اعزازِ خاص کے بعد مرشدِ کامل نے خرقۂ شریف عطا کر کے آپ کو اپنی خلافتِ عظمیٰ سے بھی نواز دیا---یہاں سے سرفراز ہوکر بغداد شریف حاضر ہوئے جہاں آپ نے حضرت سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ باری کی خدمت میں حاضر ہوکر چلہ کشی کی اور بیش بہا فیوضِ باطنی سے نوازے گئے! ان تمام اعزازات سے مزین ہوکر اصفہان، ہرات، سبزوار، بلخ، اور غزنی ہوتے ہوئے آپ عازمِ ہند ہوئے۔ اس وقت چالیس درویش آپ کی ہمراہ تھے ان میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی جو اصفہان میں آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے تھے بعد میں یہ آپ کی خلافتِ عظمیٰ سے نوازے گئے۔

غرضیکہ غزنی ہوتے ہوئے ملتان کو آپ نے اپنے قدموں کی برکت سے نوازا، پھر ملتان سے لاہور تشریف لائے اور حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزارِ اقدس پر بصد خلوص ومحبت چلہ کشی کی اور فیوضِ باطنی سے مالا مال ہوئے-!

اس کے بعد لاہور سے پیدل سفر کرتے ہوئے دو ماہ میں ہندوستان کے راجہ پرتھوی راج چوہان کی راجدھانی اجمیر کو (۵۸۷ھ مطابق ۹۲-۱۱۹۱ء) آپ نے اپنے مبارک قدموں کی برکت سے نوازا وہاں آپ کے فیض روحانی کی یہ فراوانی تھی کہ جس پر نظر پڑتی مسلمان ہوجاتا-!

پڑے ہے بزم میں جس شخص پر نگاہ تری
وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اف پناہ تری!

راستے میں (۷۰۰) سات سو ہندوؤں کو مسلمان کیا، جدھر جدھر سے گزرے نورِ ایمانی پھیلاتے گئے چنانچہ ہندوستان میں آپ کی تشریف آوری، زبردست روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی!

اجمیر میں وارد ہوکر آپ نے ایک کھلے میدان میں ڈیرہ جمایا وہاں راجہ کے خدام نے آکر کہا کہ یہاں تو راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں وہاں آپ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ:

''اچھا اب اونٹ ہی بیٹھے رہیں!''

چنانچہ جب راجہ کے اونٹ یہاں آکر بیٹھے تو بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے!

شتر بانوں نے اٹھانے کی لاکھ کوشش کی مگر وہ اٹھنے کا نام نہ لیتے تھے، آخر عاجز آکر شتر بانوں نے حضرت خواجہ کے حضور معافی طلب کی، آپ نے معاف فرمادیا تو اونٹ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے-!

وہاں سے آکر آپ ''آنا ساگر'' کے قریب تشریف فرما ہوئے، آنا ساگر ایک خوبصورت اور وسیع تالاب تھا جس کے کنارے بڑے بڑے مندر تھے جن میں بتوں کے ساتھ ساتھ جگہ

جگہ گائے کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں، سینکڑوں مہنت اور ہزاروں پجاری رات دن ان کی پوجا کرتے رہتے تھے علاوہ ازیں پتھر، سانپ، درخت اور گوبر تک ان کے معبود تھے، یہ حال دیکھ کر حضرت خواجہ کو بہت افسوس ہوا۔ کفر وشرک کے خلاف جہاد کرتے ہوئے آپ نے وہیں اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کی اور سب درویشوں کو کھلائی یہ دیکھ کر ہندو آپے سے باہر ہو کر آپ پر چڑھ دوڑے! آپ نے مٹھی بھر خاک لیکر ان پر پھینک دی جس سے ان میں افراتفری پھیل گئی، جس پر خاک پڑی اس کا جسم خشک ہو کر رہ گیا۔ بہت سے بھاگ گئے جو رہ گئے وہ مسلمان ہو گئے۔ اس طرح کفر وشرک کے ظلمت کدے میں آپ نے توحید کی شمع روشن کی ۔

جلوہ گر آفتابِ ولایت ہوا
حق کے انوار ہر سو بکھر جائیں گے
سیاہی کفر کا فور ہوجائے گی
نور وحدت سے چہرے نکھر جائیں گے

چنانچہ اب جو "انا ساگر" کے پانی سے فقراء نے نہانا دھونا اور وضو کرنا شروع کیا تو چھوت چھات کے عادی ہندوؤں پر کاری ضرب پڑی انہوں نے آنا ساگر کا پانی استعمال کرنے سے درویشوں کو منع کیا تو حضرت خواجہ نے آنا ساگر کا سارا پانی قدرتِ الٰہی سے اپنے پیالے میں سمیٹ لیا۔ سارا تالاب خشک ہو گیا تو مخلوقِ خدا پیاس سے بے حال ہونے لگی جو لوگ اپنی بدعقیدگی کی بنا پر آپ کا پانی بند کرنے پر تلے ہوئے تھے اب وہ پھر آپ کی منّت سماجت کرنے لگے اس پر آپ نے پیالے کا پانی واپس آنا ساگر میں انڈیل دیا تو وہ پھر پہلے کی طرح ٹھاٹھیں مارنے لگا---اس طرح آپ کی کرامت کی ہر طرف دھوم مچ گئی!!!

آخرکار پرتھوی راج نے بزورِ شمشیر آپ سے تعرض کیا تو اس کی حکومت شہاب الدین غوری کے ہاتھوں ختم ہوگئی، برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ اسلام کی بنیادوں کو آپ نے اپنی خداداد روحانیت کے زور سے جو استحکام بخشا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی!

آپ کی مقناطیسی شخصیت کے اثر سے لوگ فوج در فوج دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

کلمہ پڑھتے ہیں دیکھ کر تم کو
بت بنائے ہیں خدا نے کیسے

آپ نے نوے لاکھ کفار کو کلمۂ حق پڑھا کر حلقہ بگوشِ اسلام کیا جو دنیا کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے! آپ کی تحریکِ روحانیت عالمگیر شہرت حاصل کر گئی۔ دور دراز ممالک تک کے طلباء اور صوفیہ اجمیر شریف آکر آپ سے روحانی تربیت پاتے اور پھر اسلام کا پیغام لے کر دور دراز علاقوں میں پھیل جاتے اس طرح آپ کے ذریعہ خوب ہی خوب دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت ہوئی!

اجمیر شریف کے قیام کے دوران آپ نے دو شادیاں کیں آپ کی ایک زوجہ محترمہ تو حاکم اجمیر کی دخترِ نیک اختر "بی بی عصمت اللہ" تھیں اور دوسری "بی بی امۃ اللہ" تھیں جو ایک ہندو راجہ کی بیٹی تھیں۔ وہ کلمہ پڑھ کر اپنی خوشی سے داخلِ اسلام ہوئی تھیں! آپ کے تین صاحبزادے تھے، خواجہ فخر الدین، خواجہ حسام الدین اور خواجہ ضیاء الدین!

آپ کی ایک دخترِ نیک اختر تھیں حضرت بی بی حافظہ جمال صاحبہ جو عورتوں میں تبلیغِ دین کیا کرتی تھیں!

حضرت خواجۂ بزرگ کی تصانیف درج ذیل بتائی جاتی ہیں:

.........انیس الارواح

..........گنج الاسرار

..........حدیث المعارف اور

..........دیوانِ معین

آپ کی روزمرّہ کی زندگی شریعت وطریقت سے مزین تھیں۔ پنجوقتہ نماز آپ باجماعت ادا کیا کرتے تھے، ہمیشہ روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ روزانہ ایک کلام پاک ختم فرماتے تھے، نیز آپ کا معمول تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے، آپکی خوراک انتہائی قلیل تھی لیکن غریبوں ور فقیروں کے لئے ہروقت تندور گرم رہتا تھا۔ آپ کا لنگر خانہ بہت وسیع تھا جس کا دروازہ ہر خاص وعام کے لئے ہروقت کھلا رہتا تھا۔ غریبوں اور مسکینوں کے لئے سراپا شفقت ورحمت تھے جس کی وجہ سے تاریخ میں آپ ''غریب نواز'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ہندوستان میں آپ ہی سلسلۂ چشتیہ کے بانی ہیں۔

ہندوستان میں آپ نے تبلیغ اسلام کا ایسا وسیع روحانی نظام قائم کیا اور پھر اس نظام کو اس قدر مستحکم فرمایا کہ آپ کے بعد بھی یہ نظامِ طریقت بڑی آب وتاب کے ساتھ پھولتا پھلتا رہا اور آج تک اس کا فیضِ روحانی جاری وساری ہے۔ دائرۂ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں مستقل طور پر آپ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو مقرر فرمایا جن کے روحانی اثرات کی گرفت میں آکر خود سلطان شمس الدین التمش آپ کا مریدِ خاص بنا اسی وجہ سے اس کی بادشاہت میں خلافت کی شان نظر آتی ہے!

حضرت قطب الاقطاب کے جانشین حضرت بابا فریدالدین گنج شکر اور انکے خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ کو انتہائی عروج وکمال تک پہنچادیا اور پھر حضرت محبوبِ الٰہی کے جانشین حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی نے تو سلسلۂ چشتیہ کو افغانستان، ملایا، انڈونیشیا اور چین تک وسیع کردیا!

غرضیکہ آپ کے سلسلۂ عالیہ میں بڑے بڑے مشائخ کرام اور پیرانِ عظام ہوئے ہیں جنھوں نے تاریخ کے ہرنامساعد دور میں شمعِ اسلام کو فروزاں رکھا۔ ان سب کے سردار خواجہ غریب نواز تھے۔ سب آپ کو ''خواجۂ خواجگان'' تسلیم کرتے تھے۔

غرضیکہ حضرت خواجۂ بزرگ نے سالہا سال تک برِصغیر پاک وہند میں تبلیغِ اسلام کا روحانی کارنامہ انجام دینے کے بعد بتاریخ ۶ رجب المرجب ۶۳۴ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء کو بروز دو شنبہ وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وصالِ حق حاصل ہوتے ہی آپ کی پیشانی مبارک پر خطِ نورانی میں یہ نقش ابھرا

"حبیب اللہ مات فی حب اللہ"

(اللہ تعالیٰ کا حبیب، اللہ تعالیٰ کی محبت میں وصال پایا)

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شدہ زعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

آپ کا آستانۂ عالیہ ''اجمیر شریف'' (بھارت) میں مرجعِ خلائق ہے جہاں ہرسال پہلی رجب سے چھ رجب تک عرس مبارک ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے زائرین کرام حاضر ہوتے ہیں۔

چند پہلے سال آپ کا ۷۸۶واں عرس مقدس تھا جو ''بسم اللہ'' شریف کے اعداد ہیں۔ اس نسبت سے بڑے تزک و احتشام سے یہ عرس مبارک منایا گیا۔ اس سلسلے میں حکومتِ ہند نے دو یوم کی تعطیل کا اعلان کیا۔

اقوالِ زرّیں

حضرت خواجہ خواجگان کے اقوالِ زرّیں نہایت سبق آموز ہیں ان میں سے چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۞ ...... منزلِ حق کے حصول کے لئے نماز نہایت ضروری ہے، کیونکہ مومن کی معراج ہی نماز ہے۔

۞ ...... عارف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرے

۞ ...... عارف کی پہچان یہ ہے کہ خلقت سے بھاگتا ہے اور خاموش رہتا ہے۔

۞ ...... جس میں یہ تین خوبیاں ہوں سمجھ لو کہ خدا اسے دوست رکھتا ہے۔

(۱) دریا جیسی سخاوت

(۲) آفتاب جیسی شفقت

(۳) اور زمین جیسی تواضع

۞ ...... جس نے نعمت پائی سخاوت سے پائی۔

۞ ...... درویش وہ ہے جو کسی حاجتمند کو محروم نہ لوٹائے۔

۞ ...... جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے اللہ قیامت کے دن اس شخص اور دوزخ کے درمیان سات پردے حائل کردے گا اور ہر پردے کی وسعت پانچ سو برس کے برابر ہوگی۔

۞ ...... نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے کیونکہ نیک کام کرنے کی تحریک نیکوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور بدوں کی صحبت، برا کام کرنے سے بدتر ہے۔

۞ ...... دونوں جہانوں کے خیر باد کہنے سے اگر حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے تو مہنگی نہیں!

۞ ...... محبت کی نشانی یہ ہے کہ فرماں بردار رہے اور ڈرتا رہے کہ کہیں دوست اپنی محفلِ خاص سے نکال نہ دے!

۞ ...... توکل کی نشانی یہ ہے کہ مخلوقِ خدا سے خواہ کتنی ہی تکلیف پہنچے، شکوہ وشکایت نہ کرے۔

۞ ...... چار چیزیں گوہرِ نفس ہیں، تہی دستی میں اظہارِ دولتمندی، بھوک میں اظہارِ سیری، غم میں اظہارِ خوشی اور دشمن سے دوستی۔

۞ ...... حاجت روائی کے لئے الحمد بکثرت پڑھنا چاہیے۔

۞ ...... جو بیٹا اپنے ماں باپ کے قدم چومتا ہے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۞ ...... گناہ کرنے سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کسی مسلمان بھائی کو ذلیل وخوار کرنے سے پہنچتا ہے۔

۞ ...... اہلِ معرفت کی عبادت پاسِ انفاس ہے۔

۞ ...... بہترین وقت وہ ہے جب دل میں وسوسوں کا گذر نہ ہو۔

۞ ...... حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے، عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد طواف کرتا ہے!

۞ ...... کوئی مرید فقر کے خطاب کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب عالمِ فانی میں اس کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی!

۞ ...... عارفوں کا ایک مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ تمام عالم اور جو کچھ اس عالم میں ہے اپنی دو انگلیوں کے درمیان میں دیکھتے ہیں!

۞ ...... محبت میں عارف کا ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ اس میں صفاتِ خداوندی پائی جائیں۔

☆☆☆

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود

علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

معراج:

لفظ معراج مشتق عروج سے ہے عروج لفظی معنی زینہ بلندی سیڑھی اور شریعت میں شب معراج اس رات کو کہتے ہیں جس رات میں حضور سرور کائنات ﷺ یہاں سے وہاں تک تشریف لے گئے یہاں سے مراد زمین اور وہاں سے مراد لامکان..........

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں، وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

اسراء عرف قرآن میں بیت المقدس تک جانا ہے اور معراج بیت المقدس سے اوپر آسمانوں پر آپ ﷺ کا عروج وصعود ہے۔ اسراء کا ذکر آیت میں وضاحت سے پایا جاتا ہے۔ معراج کا ذکر کسی آیت سے ایسا روشن اور صاف نہیں بلکہ احادیث کی مدد سے سورۂ نجم کی بعض آیات سے قیاس اور اجتہاد سے مستنبط ہے۔

حدیث معراج شریف:

حضرت انس بن مالک حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابۂ کرام علیھما الرضوان سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی۔ جس میں آپ کو معراج ہوئی تھی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

میں حطیم کعبہ میں تھا کہ ایک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے لیکر یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں جارود سے پوچھا وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہاں سے یہاں تک کیا مطلب ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حلقوم شریف سے لیکر ناف مبارک تک۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر اس آنے والے نے میرا سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے لبریز ہو گیا۔ اس قلب کو سینۂ اقدس میں اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اس کے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لئے لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ (جارود نے حضرت انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس نے فرمایا! ہاں) وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ اس پر سوار ہوا پھر

جبریل مجھے لیکر چلے۔

مسلم شریف کی روایت میں آسمان پر جانے سے پہلے بیت المقدس تشریف لے جانے کا ذکر اس طرح وارد ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"میں براق پر سوار ہوکر بیت المقدس آیا اور
میں نے اپنی سواری کو اسی حلقے میں باندھ دیا
جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا
کرتے تھے، پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا"

(مسلم شریف، ص۹۱)

مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ پھر نماز کا وقت آ گیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی۔

(مسلم شریف، ص۹۲)

مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ بیت المقدس شریف جاتے ہوئے میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز (صلوٰۃ) پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد ہم آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل ہے! پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ! پوچھا گیا، وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا، ہاں! کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو، پھر جبریل علیہ السلام (میرے ہمراہ) اوپر چڑھے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ! پھر پوچھا گیا، وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا، ہاں! اس (دوسرے آسمان کے دربان) نے کہا خوش آمدید ہو، ان کا آنا مبارک ہے یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ملے (وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں) جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل! دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں، انہوں نے بتایا کہ محمد ﷺ! پھر دریافت کیا گیا، وہ بلائے گئے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا، ہاں! پھر کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو اسکے بعد جبریل علیہ السلام چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور دروازہ کھلوایا گیا، پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل، پھر دریافت کیا گیا، تمہارے ہمراہ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ﷺ! پھر پوچھا گیا، وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! چوتھے آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس ہیں۔ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا، خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے، دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟

انہوں نے کہا، جبریل، دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ! پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں، انہوں نے کہا، ہاں! پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کے لئے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا لے گئے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، جبریل علیہ السلام نے، دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میرے امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ (الحمد للہ)

پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر چڑھا لے گئے اور دروازہ کھولا گیا، پوچھا گیا، کون؟ انہوں نے کہا، جبریل، پوچھا گیا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں! تو اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، کہا خوش آمدید ہو، ابن صالح اور نبی صالح کو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا تو اس درختِ سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ اور دو ظاہری میں نے پوچھا اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا، ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل وفرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا اس کے بعد مجھے ایک برتن شراب کا اور دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا۔ میں نے دودھ کو لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہی فطرت (دین اسلام) ہے آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے اس کے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قسم ہے اللہ کی آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی قسم ہے اللہ کی، آپ سے پہلے میں نے لوگوں کو آزمایا ہے اور میں بنی اسرائیل کو بے حد سمجھایا کہ وہ رب تعالیٰ کی عبادت کریں مگر انہوں نے عبادت نہ کی آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں اور اُس سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں، آپ نے فرمایا پھر اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کردیں میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی میں پھر دربار الٰہی میں حاضر

ہوا تو دس نمازیں اور کم کردیں اور مجھ کو حکم ہوا کہ ہر روز دس نمازیں پڑھیں اسکے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام نے مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں نے پھر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا پھر اسنے مجھ کو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا اب کی بار کیا حکم ہوا میں نے کہا میرے رب نے مجھ ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھے گی۔ بے شک میں نے آپ سے قبل لوگوں کا خوب امتحان لیا ہے اور میں نے ان کے سمجھانے میں بڑی محنت کی ہے آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے اپنی امت کے لئے نماز کی تخفیف کا سوال کریں آپ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں اپنے رب سے یہاں تک سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیا آتی ہے لیکن رب تعالیٰ سے میں اتنی نمازوں کے ساتھ راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

آپ علیہ نے فرمایا! جب میں وہاں سے آگے گیا تو کسی پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنے فریضہ کو نافذ کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کی آپ علیہ کی امت سے جو پانچ نمازے پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا۔ اس حدیث میں مسجد اقصیٰ کا ذکر نہیں، ثابت بنانی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء اپنا براق باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دو برتن لائے گئے ایک دودھ کا اور ایک شراب کا میں نے دودھ کو پسند کیا جبریل علیہ السلام نے کہا، آپ نے فطرت کو پسند کیا۔

اس حدیث میں دودھ اور شراب کے دو برتنوں کا پیش خدمت ہونا بیت المقدس میں کہا گیا ہے اور سابقہ حدیث میں اس کا ذکر آسمانوں پر بیت المعمور میں کیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے دونوں جگہ ایسا ہوا ہو نیز اس حدیث میں انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جبکہ دیگر حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔ مرقات میں ملا علی قاری نے رقم فرمایا ہے کہ یہ وہ نماز ہے جس میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء کی اور آپ کا اس میں امام الاصفیاء ہونا ثابت ہوا۔

ثابت بنانی کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔

ابن شہاب عن انس کی روایت میں پہلی روایتوں سے یہ چیز زائد ہے کہ رسول اللہ علیہ نے فرمایا:

''جب میں مکہ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا''

مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اُمّ ہانی کے گھر کی چھت کو پھاڑ کر نازل ہوئے اور امّ ہانی کے گھر کو اپنا گھر اس نسبت سے فرمایا کہ اس رات آپ وہاں آرام فرما تھے۔ (مرقات)

اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ علیہ نے فرمایا میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو اس حال میں پایا کہ ان کے دائیں جانب کچھ لوگ ہیں اور بائیں جانب کچھ لوگ ہیں جب وہ بائیں جانب دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جو آدم کی دائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو جنت میں جائے گی اور جو بائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو دوزخ میں جائے گی۔

اس روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فيه صريف الاقلام** پھر مجھ کو اوپر چڑھایا گیا یہاں تک میں مقام مستوی پر بلند ہوا۔ اس میں، میں نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا۔ مرقات میں ہے مستوی قرار پکڑنے کی یا بلندی چاہنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اتنی بلندی پر پہنچے کہ جو ملائکہ جہان کی مقادیر و قضا کو لکھنے والے ہیں ان کے قلموں کے چلنے کی آواز مسموع فرمائی۔ مرقات میں اس کی شرح میں لکھا ہے:

"قسم ہے اللہ کی یہی ہے وہ منتہیٰ کہ اس میں آپ پر کسی کو تقدم حاصل نہیں یعنی آپ کے سوا یہاں کوئی نہیں پہنچا۔ ایسا ہی ثابت کیا ہے اس کو ہمارے علماء سے بعض شارحین نے" (انتہیٰ)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ وہ پہنچے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ سدرۃ المنتہیٰ کو کئی رنگوں نے ڈھانکا ہے ان رنگوں کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا، پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا میں نے وہاں دیکھا کہ اس کے گنبد موتیوں کے بنے ہوئے ہیں اور وہاں کی مٹی کستوری کی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے جو چیز زمین سے اوپر چڑھتی ہے اس کی انتہیٰ وہاں تک ہے پھر اس کو وہاں سے اوپر کیا جاتا ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے اس کی انتہا بھی وہاں تک ہے پھر وہاں سے اسکو نیچے کیا جاتا ہے۔ ڈھانکا ہے سدرہ کو جس نے اسکو ڈھانکا ہے۔ وہاں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا ہوئیں۔ پانچ وقت کی نماز سورۃ البقرۃ کی آخری آیات اور اس شخص کی مغفرت جس نے آپ کی امت سے کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا۔

صحاح کی احادیث میں جو واقعہ معراج کا ہے وہ بعض اختلاف کے ساتھ یہی ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

☆☆☆

فضائل رجب

ترتیب و پیشکش: حافظ محمد علی قادری

رجب کے معنیٰ تعظیم کے ہیں یہ ترجیب سے مشتق ہے۔

اس مہینہ میں توبہ قبول کرنے والوں پر رحمت الٰہی کا بہاؤ تیز ہوتا ہے، اس لئے اسے ''اصب'' بھی کہتے ہیں۔ اس مہینہ میں جنگ و جدال کی آواز سنی نہیں جاتی تھی، اس لئے اس کو 'اصم' (بہرہ) بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رجب اللہ عزوجل کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے''

رجب بوائی کا مہینہ، شعبان ترائی کا اور رمضان فصل کاٹنے کا مہینہ ہے۔ رجب کے تین حروف ہیں راء، جیم، باء، راء سے مراد اللہ کی ''رحمت'' جیم سے مراد بندے کا ''جرم'' اور باء سے مراد اللہ کی بریّت ہے۔ جس طرح جیم، راء اور باء کے درمیان ہے، اسی طرح بندہ کا جرم اللہ تعالیٰ کی رحمت و بریت کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے جرم سے بری و آزاد فرما کر اس کو اپنی رحمت کے سائے میں لے لیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ماہِ رجب کی ۲۷ ویں تاریخ کو 'روزہ' رکھا اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزے لکھے جاتے ہیں''

اسی روز حضرت جبرائیل علیہ السلام، پیارے آقا ﷺ کے لئے اعلان رسالت، پروانہ نبوت لیکر تشریف لائے اور اسی روز اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب کو تاج معراج عطا فرمایا۔

اسی مہینے میں کشتی نوح (علیہ السلام) میں مسافروں کو بیٹھنے کا حکم ہوا اور رجب کے روزوں کے طفیل مسافروں نے نجات پائی۔

ماہ رجب کے اول جمعہ کی تہائی رات کو ہر ایک فرشتہ رجب کے روزہ داروں کے واسطے بخشش کی دعا مانگتا ہے۔ اور بوقتِ افطار، رب کریم فرماتا ہے!

''اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں''

جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام ''رجب'' ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے، اس نہر سے وہی پیئے گا جو رجب میں روزہ رکھے گا۔ رجب کی راتیں رحمت بھری ہیں۔ چنانچہ رجب کی پہلی اور ستائیسویں رات کو قیام (نوافل ادا) کرے اور اگلے دن کا روزہ رکھے تو اللہ عزوجل اس پر اپنی رحمت کے دریا بہادے گا۔ رجب کے پہلے جمعہ کی رات سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ فرشتے اسے ''لیلۃ الرغائب'' (مقاصد کی رات) کہتے ہیں۔ جب اس شب کی اول تہائی گزر جاتی ہے تو تمام آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ نہیں جو کعبہ یا اطراف کعبہ میں جمع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ کو اپنے دیدار سے نوازتا ہے اور فرماتا ہے:

''مجھ سے مانگو جو چاہو''

فرشتے عرض کرتے ہیں، اے رب تو رجب کے روزہ داروں کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا!

''میں نے انہیں بخش دیا''۔

صدقہ پیارے کی حیاء کا نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے
(حدائق بخشش)

غور طلب بات ہے کہ رجب میں اطاعت کرنے والا رب کریم کی خصوصی رحمت کا مستحق ہوتا ہے جس کے سبب اسے وہ سربلندی حاصل ہوتی ہے کہ عرش نشین قدسی بھی اس کی رفعت پر رشک کرتے ہیں۔ زمانہ قبل از اسلام کے جاہل عرب بھی اس ماہ مقدسہ کی حرمت کو ہر لحظہ، ہر آن پیش نظر رکھتے۔ یہاں تک کہ رجب المرجب کی آمد پر نیزوں سے ان کے پھل (انیاں) نکال لی جاتیں۔ تیر ترکش میں ڈال لیئے جاتے، تلواریں میان میں چلی جاتیں۔ بغض وعداوت کے بھڑکتے شعلے نسیم رجب سے بجھ جاتے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص باپ کے قاتل کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا اور وہ قاتل رجب میں مل جاتا تو اس سے کچھ تعرض نہ کہا جاتا۔ لیکن اب نیرنگیٔ زمانہ دیکھیئے آج مسلمانوں نے اسلامی بھائی چارگی کا سبق بھلا دیا ہے اور اپنے بھائی پر ظلم وجور میں دور جاہیت کے عربوں سے بھی بڑھ گیا وہ ایماندار نہ تھے مگر رجب کی حرمت کے پیش نظر اپنے باپ کے قاتل کو معاف کردیتے اور آج ہم؟؟؟

یہ سوالیہ نشان آج ہم میں سے ہر ایک کیلئے دعوت فکر ہے۔ کاش ہم ماہِ رجب کے حوالے سے اسلامی رواداری کو اختیار کریں۔ بقول امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہ:

''رجب ماہ ادائیگی زکوٰۃ ہے، رجب ماہ ادائیگی قرض ہے''

رجب ماہِ حاجت روائی ہے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے رجب کے مہینے میں غم دور کیا۔ اللہ اس کو فردوس میں نگاہ کی رسائی کے بقدر وسیع محل مرحمت فرمائے گا، خوب سن لو! تم ماہِ رجب کی عزت کروگے اللہ تعالیٰ تمہیں ہزار درجہ بزرگی عطا فرمائے گا'' اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہمیں اس ماہ مبارک کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔

(آمین بجاہ ختم المرسلین ﷺ) (مکاشفۃ القلوب، غنیۃ الطالبین)

☆☆☆

اراکین معارف رضا سے اہم گزارش

بعض احباب کا سالانہ زرتعاون دسمبر ۲۰۰۲ء سے ختم ہورہا ہے ان حضرات کو پیشگی مطلع کیا جاتا ہے۔ براہ کرم نئے سال کے لئے زرتعاون جلد از جلد ارسال فرمادیں بصورت دیگر معیاد ختم ہونے پر رسالہ کی ترسیل بندکردی جائے گی۔ (ادارہ)

علامہ خوشتر صدیقی وصال فرماگئے

رپورٹ: محمد فرحان الدین قادری

تیرے ایمان کا عنوان نبی کی الفت
عشق سرکار دو عالم تھا وظیفہ تیرا

مصطفیٰ کا ترے خادم ترے حامد کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

عالم اسلام کی مایۂ ناز شخصیت، مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد ابراھیم خوشتر ۵ر جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ/ ۱۵ر اگست ۲۰۰۲ء کو بروز جمعرات ماریشس میں انتقال فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وعلیہ الرحمۃ رحمۃ واسعہ

مبلغ اسلام حضرۃ العلامہ حافظ محمد ابراھیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمۃ مغربی بنگال کے ضلع چوبیس پرگنہ کے ایک شہر بنڈیل میں ۶ر شوال ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد محدث مولانا محمد احسان علی صدیقی فیض پوری علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیئے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم منظر اسلام بریلی تشریف لائے یہاں حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری اور حضرۃ علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ سے علمی و روحانی اکتساب فیض کیا۔ دونوں بزرگوں کی صحبت و تربیت نے علامہ کی شخصیت کو جلا بخشی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کو چند سال (۱۹۵۲ء) مشرقی پاکستان میں رہے۔ بعدہ معقول و منقول کی تکمیل محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ سے فیصل آباد میں کی۔ علامہ خوشتر نے درس نظامی کے علاوہ جدید عصری علوم بھی حاصل کیئے چنانچہ آپ نے یو. پی ایجوکیشنل بورڈ بریلی سے ایف.اے.اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی.اے.کی ڈگری حاصل کی۔ بعدِ فراغت ۱۹۶۲ء تک راولپنڈی اور ساہیوال میں مختلف دارالعلوم میں تدریسی امور سرانجام دیئے۔ ۱۹۶۳ء میں کولمبو تشریف لے گئے اور پھر ۱۹۶۴ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ انہی کے حکم پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ اور مشن اعلیٰ حضرت کو عالمی سطح پر فروغ دینے کے لیئے ماریشس (پورٹ لوئیس) پہنچے اور یہیں سنی رضوی سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے بعد سے آپ تادمِ آخر تبلیغ وارشاد کے سلسلے میں عالمی سیر و سیاحت میں مشغول رہے اور مختلف ممالک مثلاً برطانیہ، فرانس، ساؤتھ افریقہ، سری لنکا وغیرہ میں آپ نے مشن اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیر اشاعت کے لئے سنی رضوی سوسائٹی کے مراکز قائم کیئے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات اوران کے

مشن سے ان کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آخری عمر پیرانہ سالی، نقاہت اور متعدد امراض کا شکار ہونے کے باوجود آپ نے تبلیغی اسفار ترک نہ فرمائے۔ آپ صاحبِ تصانیف بزرگ ہیں اردو اور انگریزی میں آپ کے متعدد رسائل اور کتابچے شائع ہوئے آپ کا ایک وصفِ خصوصی یہ ہے کہ آپ ایک بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند مرتبہ شاعر اور ادیب بھی تھے۔ آپ نے زیادہ تر نعتیں اور منقبت کہی ہیں۔ آپ کے دو دیوان "قسیمِ بخشش" مطبوعہ اور "زادِ راہِ بخشش" (زیرِ طبع) ہیں آپ کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے اہلسنت کو جو پہلے ہی سے قحط الرجال کا شکار ہے ایک اور عظیم صدمے سے دوچار ہونا پڑا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں قربِ خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ خوشتر صاحب نے خود اپنی ولادت کی تاریخ درج ذیل اشعار میں یوں نکالی ہے۔

مجھے بخش دے اے میرے ذوالجلال
بحق محمد ﷺ و اصحاب و آل
میرے نام میں ہے ولادت کا سال
محمد ابراہیم خوشتر جمال
۰ ۳ ۹ ۱ ء

آپ کو درج ذیل بزرگوں سے سندِ اجازت وخلافت حاصل رہی:

- ....مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں
- ....قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی
- ....محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد
- ....مفسر ہند علامہ مولانا ابراہیم رضا جیلانی میاں
- ....شیخ الحدیث حضرت علامہ تقدس علی خاں

علیہم الرحمۃ والرضوان

دور ونزدیک سے
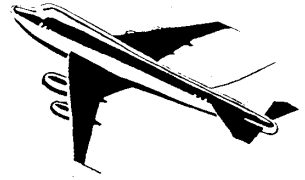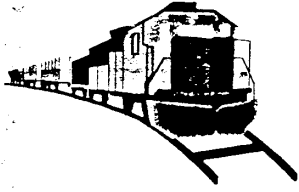
مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

عراق ادب اسلامی سیمینار اور امام احمد رضا خاں کے چرچے

(از: عبدالمبین سبحانی، جامعہ صدام، بغداد)

شمال مغرب عراق کے ایک تاریخی شہرہ موصل، میں عظیم الشان پیمانے پر اسلامیادب پر سیمینار کا انعقاد ہوا، چار روزہ منعقد ہونے والے اس تاریخی سیمینار میں دنیائے عرب کے بے شمار ادباء شعراء، اسکالرز، نامہ نگار اور ناقدین کا جمع غفیر رہا۔

موصل یونیورسٹی میں ہونے والا یہ تاریخی سیمینار بنام ''ملتقی البردۃ الثانی للادب اسلامی'' مثالی حیثیت کا حامل تو تھا ہی ساتھ ہی اپنے دامن میں تاریخ اسلام کا ایک حسین باب بھی سمیٹے ہوئے تھا۔ جس کا انکشاف اس وقت ہوا جب ڈاکٹر عماد الدین خلیل کو ان کے نمایاں ادبی خدمات پر انہیں عباء (بردہ) پہنایا گیا اور ساتھ ہی ان کے نام سے ''عماد الدین ایوارڈ'' کا اعلان کیا گیا۔ یہی حسین عمل تاریخ اسلام کے اس باب کی یاد تازہ کرار ہا تھا جس میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت کعب بن زہیر کو ان کی قصیدہ گوئی پر اپنا عبا شریف عنایت فرمایا۔

عراق میں مسلک اعلیٰ حضرت کے تعارف میں سرگرم عمل ایک ابھرتے ہوئے ادیب مولانا انور احمد مشاہدی (صدام یونیورسٹی بغداد) نے اردو ادب میں اسلامی ادب کی ہم آہنگیوں کو عرب ادباء سے روشناس کرایا۔

مولانا موصوف نے اردو ادب کی گونا گوں خوبیوں کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کی اردو شاعری کو ادبی حوالے سے پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کی اردو شاعری کو ادبی حوالے سے پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت کی اردو شاعری کا ذکر کرتے ہوئے، انہوں نے مزید کہا کہ فاضل بریلوی ہی کے وہ نعتیہ اشعار ہیں جنہیں بیشتر ممالک میں نہ صرف پڑھا جاتا ہے بلکہ اہل ذوق حضرات آپ کے نظر وفکر کو اپنا محور بنا کر طبع آزمائی کرنا باعث افتخار سمجھتے ہیں۔

عرب ادباء میں اعلیٰ حضرت کے اس شخصیاتی تعارف کا ثمرہ یہ رہا کہ ایک طرف متعدد اسکالرز نے فاضل بریلوی کی عبقری شخصیت کے تعلق سے تبادلۂ خیال کیا اور آپ کی گرانقدر علمی خدمات کو بسر وچشم تسلیم کرتے ہوئے سراہا تو دوسری طرف عراق کے مشہور نامہ نگاروں اور صحافیوں نے اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات پر مشتمل مبسوط مقالے کی بھی پیش کش کی جس کو مولانا موصوف نے موصل میں دوران قیام تحریر کر کے ان کے حوالے کیا۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت کے مشہور سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا عربی اشعار میں ترجمہ بھی دیا جو عراق کے مشہور اخبار و رسائل کی زینت بنے بحمدہ تعالیٰ اس طرح سے عراق میں مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کا سلسلہ بخوبی جاری وساری ہے مزید دنیائے عرب میں اعلیٰ حضرت کا تعارف پیش کرنے کے لئے کوشش کی جارہی ہے امید قوی ہے کہ مولانا موصوف اپنے اس نیک ارادے میں ضرور کامیاب ہوں گے اور منزل مقصود کو جلد ہی پالیں گے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

فہرست کتب : ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

نمبر شمار	کتاب کا نام	تصنیف کردہ/مترجم کا نام	ہدیہ
1	مجدد الف ثانی امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ	ڈاکٹر مجید اللہ قادری / ابوالسرور محمد مسرور احمد	25
2	کنز الایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	06
3	شاہ احمد رضا بریشخ افغانی	محمد اکبر اعوان	20
4	آفتاب بریشخ	محمد اکبر اعوان ترجمہ دکتور ابوالحسن اختر	10
5	امام احمد رضا اور علماء بہاولپور	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	20
6	Imam Ahmad Raza Bareilvi	سید وجاہت رسول قادری	10
7	تحریک ترک تقلید اور فتاویٰ رضویہ	ڈاکٹر جلال الدین نوری	10
8	امن و اخوت کے عظیم داعی	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	12
9	اصلاح معاشرہ	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	06
10	رد فلسفہ قدیمہ (الکلمۃ الملہمہ)	امام احمد رضا محدث بریلوی	40
11	باسود بینکاری (کفل الفقیہ الفاہم)	امام احمد رضا محدث بریلوی	40
12	The Light	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	20
13	Revolving Sun&the Static Earth	امام احمد رضا ترجمہ نگار عرفانی چشتی	20
14	امام احمد رضا اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	10
15	کنز الایمان اور معروف تراجم القرآن	ڈاکٹر مجید اللہ قادری	300
16	تذکرہ مولانا سید وزارت رسول قادری	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	20
17	دار العلوم منظر اسلام (بریلی شریف)	ڈاکٹر محمد مسعود احمد، وجاہت رسول قادری	12
18	تکریم ثلاثۃ من علماء مصر	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	15
19	مولانا احمد رضا خاں کی علمی و ادبی خدمات	ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی	50
20	حدائق بخشش (جدید ایڈیشن)	کلام امام احمد رضا محدث بریلوی	50

نمبر شمار	کتاب کا نام	تصنیف کردہ/مترجم کا نام	ہدیہ
21	الامام احمد رضا حنفی علی میزان الانصاف فی ظلل التقوی الرضویہ	علامہ عبدالحکیم شرف قادری	15
22	حیات مولانا احمد رضا خاں	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	70
23	آئینہ رضویات (دوم)	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	130
24	آئینہ رضویات (سوم)	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	130
25	A Baseless Blame	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	30
26	دودھ کے رشتے	امام احمد رضا خاں	12
27	حاشیہ جامع الافکار	امام احمد رضا خاں	30
28	الشیخ احمد رضا خاں البریلوی	الدکتور محمد مسعود احمد	30
29	بساتین الغفران	امام احمد رضا ترجمہ حازم محمد احمد عبدالرحیم	300
30	البدور فی اوج المجدور	احمد رضا محدث بریلوی	30
31	البرھان القویم علی العرض والتقویم	امام احمد رضا محدث بریلوی	05
32	رویت ہلال	احمد رضا محدث بریلوی	20
33	تاریخ توقیت	امام احمد رضا محدث بریلوی	05
34	امام احمد رضا اور علمائے لاہور	ڈاکٹر مجید اللہ قادری	60
35	Ghous-ul-Azam Dastagir	عبدالعزیز عرفی	100
36	معارف رضا ۱۹۹۰ء	متفرق مضمون	50
37	معارف رضا ۱۹۹۱ء	متفرق مضمون	100
38	معارف رضا ۱۹۹۳ء	متفرق مضمون	70
39	معارف رضا ۱۹۹۴ء	متفرق مضمون	70
40	معارف رضا ۱۹۹۹ء	متفرق مضمون	90